هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

۱۵ر اپریل ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ دو روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ——— حضرت لاہوری قدس سرہٗ

عَنِ الْمِقْدَادِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْہُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِھِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ اِلٰی حِقْوَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یُّلْجِمُھُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ اِلٰی فِیْہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ: مقدادؓ سے روایت ہے کہا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت کے دن سورج کو لوگوں کے قریب لایا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کی مسافت پر آ جائے گا۔ پھر لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے پسینہ میں ہوں گے بعض ایسے ہوں گے جن کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا۔ بعض کا پسینہ گھٹنوں تک ہوگا بعض ایسے ہوں گے جن کا پسینہ کمر تک ہوگا۔ بعض ایسے ہوں گے جنہیں پسینہ مونہہ میں لگام کی طرح آئیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِہٖ وَیَسْجُدُ لَہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ وَّیَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ فِی الدُّنْیَا رِیَآءً وَّسُمْعَۃً فَیَذْھَبُ لِیَسْجُدَ فَیَعُوْدُ ظَھْرُہٗ طَبَقًا وَّاحِدًا۔ (متفق علیہ)

ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ہمارا رب اپنی پنڈلی سے کھولے گا اور ہر مومن اور مومنہ اس کو سجدہ کریں گے اور وہ شخص باقی رہ جائیگا جو دنیا میں دکھلانے اور سنانے کے لئے سجدہ کیا کرتا تھا وہ سجدہ کرنا چاہے گا تو اس کی پیٹھ ایک ہڈی بغیر جوڑ کے ہو جائے گی (یعنی وہ جھکنے اور اٹھنے کے وقت مڑ نہیں سکے گی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَایَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ وَّقَالَ اِقْرَءُوْا فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ ایک بڑا شخص (جاہ و جلال میں) موٹا قیامت کے دن آئے گا۔ اللہ کے ہاں مچھر کے پر جتنی بھی اس کی قدر نہیں ہوگی اور آپؐ نے فرمایا یہ آیت پڑھو ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

جامع مسجد شیرانوالہ میں

آیت کریمہ

مورخہ ۲۱ اپریل بعد نماز مغرب پڑھی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ



جلد ۲۸ ● شمارہ ۴۱
۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمان علوی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی

دفاتر
کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، ہمی جوبلی ناظم آباد، کراچی ۲۱۴۴۲
لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ، فون ۶۴۹۱۴

بدل اشتراک
سالانہ ... ——— ۸۰ روپے
ششماہی ... ——— ۴۵ روپے
سہ ماہی ... ——— ۲۵ روپے
فی پرچہ دو روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وحدت قانون

ایک ناگزیر تقاضہ

اللہ تبارک و تعالےٰ نے پاکستان کی شکل میں جو خطۂ ارضی مسلمانوں کو بخشا تھا اس کی عمر ۳۵ سال سے زائد ہو چکی ہے۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ ۲۵ سال بھی نہ ہوئے تھے کہ مملکت بٹ گئی اور ایک خدا و رسول کے نام لیوا آپس میں بھڑ کر الگ ہو گئے دشمن نے اس پر بغلیں بجائیں اور خوشی کے ترانے گائے ——— انہیں حق تھا کہ وہ ایسا کرتے کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہ شکست و ریخت اسلام کی تھی۔ وہ اسلام جس سے ایک طویل عرصہ تک انہوں نے شکست کھائی تھی۔ لیکن ان کی سوچ کا یہ پیمانہ غلط تھا یہ شکست اسلام کی نہ تھی، اسلام کل کی طرح اب بھی تابندہ ہے ——— بلکہ یہ شکست ان برخود غلط لوگوں کی تھی ——— جو قول و فعل کے سنگین و شدید تضاد کا شکار ہیں جو حیات دنیوی پر اتنے فریفتہ ہیں کہ یوم آخرت سے غافل ہیں۔ جنہیں عنداللہ مسئولیت کا قطعاً احساس نہیں۔ جو ضرورۃً اسلام کی بات کرتے اور کہتے ضرور ہیں لیکن کارگاہ حیات میں اسلام کے بتائے ہوئے عقائد و اعمال سے بالکل غافل ہیں بلکہ انہیں موقعہ ملے تو اسلامی عقائد و اعمال پر پھبتیاں کس دیتے ہیں ——— ۱۹۷۱ء میں جو المیہ رونما ہوا وہ اسی قسم کے لوگوں کی شامت اعمال کا نتیجہ تھا اور یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض کی قرآنی آیت کا غماز! امت واحدہ بٹ کر رہ گئی۔ جانتے ہو ایسا کیوں ہوا؟

۱ ——— حکمران طبقہ کے قول و عمل کے تضاد کے سبب

۲ ——— اہل دین (علماء و مشائخ) کی زراندوزی، دنیا پرستی اور

تفریق بین المسلمین کے سبب۔

۳۔ سیاسیین کی خود غرضیوں خود فراموشیوں اور علاقائی عصبیتوں کو ابھارنے کے سبب۔

۴۔ تجار و اہل صنعت اور جاگیردار کی خدا فراموشی، عیاشی اور حقوق العباد کے ضیاع کے سبب۔

انجام کار ملک بٹا، فوج رسوا ہوئی۔ سیاست دان، علماء اور مشائخ کا وقار تباہ ہوا، تجارت و صنعت متاثر ہوئی۔ بھائی نے بھائی کا گلا کاٹا لیکن ادھر پھر بھی کسی کی آنکھ نہ کھلی —— تا آنکہ ایک بار پھر اس ملک میں عقائد و اعمال کی بھد اڑی۔ دین فطرت کے مقابلہ میں خرافات کا طوفان اٹھا، ظلم و زیادتی کا دور دورہ ہوا اور پھر ملک پٹڑی سے ایسا اترا کہ اب تک واپسی کی سبیل نظر نہیں آ رہی۔

اب جو صورت حال ہے اس پر تبصرہ کریں تو "زبان سوزد" والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم گنہگاروں کا خیال یہ ہے کہ ان چھ سالوں میں جو ظلم اسلام پر توڑے گئے ان کی مثال گذشتہ تاریخ میں نہ ملے گی۔ زکوٰۃ و عشر کے نام پر علاوہ دوسری خرابیوں کے عقائد کے فساد کی گرم بازاری دیکھنے میں آئی۔

یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ شیعہ اقلیت کو ادعائے اسلام کے باوصف زکوٰۃ و عشر کی چھوٹ دے دی گئی۔ کیا حکومتی دانشوروں کو پتہ نہیں کہ عہد صحابہ میں مانعین زکوٰۃ کا فیصلہ نوک تلوار سے ہوا تھا؟ یہاں وہ بات تو کیا ہوتی الٹا بے ننگ و نام قسم کے لوگوں کو موقعہ دے دیا گیا اور ارتداد کا دروازہ اس طرح کھلا کہ اپنے مکان پر جو کالا جھنڈا لٹکائے، اور جو شیعہ ہونے کا ڈیکلریشن داخل کر دے وہ زکوٰۃ سے بھی چھوٹ جائے گا اور عشر سے بھی انا للہ و انا الیہ راجعون —— جو لوگ حکومتی مسندوں پر بیٹھ کر "مملکت کا سرکاری مذہب اسلام" کی شق کی حفاظت و صیانت کے ذمہ دار ہیں نہیں معلوم اس ارتداد کے انجام سے وہ باخبر ہیں یا تجاہل سے کام لے رہے ہیں —— اخروی سزا کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی عدالت سے متعلق ہے لیکن ایران کے خالص شیعی نصاب کے نتیجہ میں اسلام آباد اور پھر کراچی کے واقعات نے اہل اقتدار کی آنکھ کھلنا تو ضروری ہے رہ گئے وہ لوگ جو شیعی طرز فکر کے معاملہ میں نرم گوشہ رکھتے اور کتب و جرائد کے ذریعے اس مشن کے لئے مفت کے وکیل بنے ہوئے ہیں اس ارتداد کی سزا میں وہ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

تین قسم کے عدالتی نظام اور دوہرے معاشی نظام کے بعد زکوٰۃ و عشر جیسی بنیادی عبادت میں یہ دوہرا معیار جتنا کچھ المناک ہے اس کے انجام سے شدید ڈر لگتا ہے —— اے کاش ہماری آنکھیں کھلیں۔

ساتھ ہی سیالکوٹ کے غیور دینی مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کا معاملہ ہے جو وسط فروری سے مبینہ طور پر مرزائی اقلیت کے اغوا کا شکار ہیں۔ اور اب تک ان کا سراغ تو کیا ملتا ان کے اعزہ کو پریشان کرنا اور ان کی بازیابی کے سلسلہ میں کوشاں علماء اور ورکروں کو دکھ پہنچانا انتظامیہ کا شیوہ بن چکا ہے اور ہمارے عزیز بیورو کریٹس ۵۳ اور ۷۴ کے انقلابی جذبۂ دین کو بھلا چکے ہیں۔

آگے بڑھیں تو قتل و غارت گری، بسوں، ویگنوں کا لوٹا جانا، جنگلوں میں لوٹ مار اور اس نوع کے واقعات صبح و شام ہوں اور ایوانِ اقتدار سے ارشاد ہو کہ ملک کی صورت امن درست ہے۔ اور تیسرے درجے کے ملاں بعض واقعات کے ذمہ دار ہیں۔ ذہن بگڑنے کے مترادف ہے اور کہنے والوں کو اس کی سنگینی

(باقی ۲۳ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

عورت کی شہادت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ۔ (البقرہ ۲۸۲)

صدق اللہ العلی العظیم)

محترم حضرات و معزز خواتین!

قرآن عزیز کی سب سے طویل سورۃ البقرہ ہے جس کے ۴۰ رکوع ہیں اور اڑھائی پاروں پر قریب قریب مشتمل ہے اس کی آیت ۲۸۲ بقول حضرت الامام لاہوری قدس سرہ سب سے طویل آیت ہے۔ جس کا ایک ٹکڑا آپ کے سامنے عرض کیا۔ ادھار کے معاملات اور لین دین کے تحریر کر لئے جانے کے احکام کے ضمن میں یہ ٹکڑا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"(اور جو دستاویز لکھی جائے اس پر) اپنے آدمیوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ کرو، اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد (کے بدلے) دو عورتیں (ایک مرد اور دو عورتیں) جنہیں تم گواہ کرنا پسند کرو، اگر (گواہی دیتے ہوئے) ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلا دے گی۔ (مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن ص ۲۶۴ ج ۲ ساہیتہ اکادمی دہلی ایڈیشن ۱۹۸۰)

اس خاص ٹکڑے کی تشریح و تفسیر کی ضرورت یوں محسوس ہوئی۔ کہ آج کل ہمارے یہاں قانون شہادت کے ضمن میں ہنگامہ بپا ہے۔ اخبارات میں مضامین اور آرٹیکل چھپ رہے ہیں۔ علماء و وکلاء اور سیاست دان بیان دے رہے ہیں۔ ہماری خواتین نے بدقسمتی سے لاہور اور کراچی میں جلوس نکالے اور ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی کو ظلم سے تعبیر کیا۔ اس پر احتجاج کیا اور مطالبہ کیا "ون مین ون ووٹ" کے اصول کے مطابق ایک عورت کی گواہی تسلیم کی جائے۔ ان جلوسوں میں گنتی کی جو چند خواتین تھیں وہ بڑے بڑوں کے تعلق والی تھیں، شوریٰ کے ممبران کی بیویاں، وزراء کی بہو بیٹیاں اور بعض سیاست دانوں کی بیگمات اور بچیاں وغیرہ! ایک نظریاتی مملکت میں یہ بات باعث شرم تھی اور ہے، کہ خواتین نے اس طرح کا مظاہرہ کیا اور ایک واضح قرآنی حقیقت کو جھٹلایا۔

المناک صورتِ حال

اس المناک صورت حال کا اصل سبب وہ ناروا جذبہ ہے جو تہذیب مغرب کی بھونڈی نقالی نے خواتین کے ایک طبقہ میں پیدا کر دیا ہے اور مردوں کے شانہ بشانہ چلت پھرت کی خواہش نے انہیں اندھا کر کے

رکھ دیا ہے۔ نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ بے حمیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی ہاں میں ہاں ملانا اور ان کے پردہ، گھر کی خدمت اور اولاد کی تربیت کو ان کے حق میں ظلم بناتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملا کر کہنے لگتا ہے کہ واقعی بے چاری مظلوم ہے۔ اسے کھلی چھٹی ہونی چاہئے۔ یہ طرزِ عمل فطرت کے خلاف جنگ کے مترادف ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"دو عورتوں کی شرط اس لئے ہے کہ اگر ایک سے کسی لغزش کا صدور ہوگا تو دوسری کی تذکیر و تنبیہ سے اس کا سدِ باب ہو سکے گا۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے بلکہ اس کی مزاجی خصوصیات اور اس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے یہ ذمہ داری اس کے لئے ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے اس کے اٹھانے میں اس کے لئے سہارے کا بھی انتظام فرما دیا ہے۔"
(تدبر قرآن ص ٢٩٧ ج ١ مطبوعہ لاہور ایڈیشن ١٩٧٦ء)

یہی مولانا اصلاحی تدبر قرآن کی دوسری جلد میں ص ٦٠-٦١ پر سورۃ النساء کی آیت ٣٢ کے ضمن میں ایک طویل نوٹ لکھتے ہیں جس میں واضح کرتے ہیں کہ "تنافس کا اصلی میدان اکتسابی صفات کا میدان ہے۔" ان کا کہنا ہے اور بجا طور پر صحیح کہ لوگ اتنی سی بات سمجھ نہیں پاتے کہ قسمت آزمائی کا میدان ہے کون سا؟ اس وجہ سے غلط ارمانوں کا ایک طوفان اس قسم کے لوگوں کی صلاحیتوں کو غارت کر دیتا ہے انسان نہیں سوچتا کہ اس میں خوش صورت بدصورت، سلیم الاعضا، ناقص الاعضا، امیر، غریب کی طرح مرد اور عورت بھی ہیں اور یہ سب چیزیں خلقی ہیں ان میں مقابلہ اور تنافس کا نتیجہ ناگواری کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کے حقوق متعین کر دئے ہیں ان کا لحاظ کئے بغیر بات نہیں بنتی اور مساوات طلبی کا غلط جوش انسان کو لے بیٹھتا ہے اور وہ فطرت سے نبرد آزما ہو جاتا ہے۔ (مفہوم عبارت)

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"آج دنیا میں جو ابتری و انتشار جو تصادم و تنافس اور جو قتل و نہب ہے زیادہ تر اسی غلط اندیشی اور ناشناسی کا نتیجہ ہے۔ قرآن نے اس آیت میں یہی بتایا ہے کہ تنافس (مقابلہ) کا میدان خلقی صفات یا فطری ترجیحات کا نہیں بلکہ اکتسابی صفات کا میدان ہے — الخ

لیکن بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ مغربی تعلیم و تربیت کی بے راہروی نے ان سیدھے سادے حقائق کو سمجھنے کی صلاحیتیں بھی ہمارے اندر باقی نہیں رہنے دیں اور ایک شور و ہنگامہ ہماری عادت بن کر رہ گئی ہے۔

بھانت بھانت کی بولیاں

اسلام کے فطری اور واضح قانونِ شہادت کے سلسلہ میں چند خواتین کا بے جا ہنگامہ تو قابلِ نفرین تھا ہی، مردوں نے ان کی لے میں لے ملائی اور وہ ان سے زیادہ ناحق شناس اور بلید الذہن کہلائے جانے کے مستحق ہیں — تاہم یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں کا ان خواتین یا مردوں کے متعلق یہ رویہ کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے یا ان کے نکاح باطل ہو گئے ایک عاجلانہ فتوی بازی ہے جس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جن مردوں یا عورتوں نے ایک قرآنی حقیقت کو عقیدۃً جھٹلا کر ایسا اقدام کیا ہے وہ تو اسی ضمن میں آئیں گے لیکن جو غلط فہمی کا شکار ہیں یا ایک واضح حقیقت ان کی کم عقلی کے سبب ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی

[illegible]

ایک مُبارک فارمُولا

حضرت مخدومِ گرامی مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی قدس اللہ سرّہٗ العزیز مسند نشین خانقاہ سراجیہ مجدّدیہ کندیاں ضلع میانوالی کے مجاز اور مشہور علمی و روحانی شخصیّت مولانا قاضی شمس الدّین صاحب مدظلّہم کی یہ تحریر اتحادِ ملّت کے مبارک جذبے سے شائع کی جا رہی ہے۔ اس تحریر کے ذریعہ حضرت زبدۃ المحدّثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآرا کتاب براہین قاطعہ کی بعض عبارات پر اعتراضات کا شافی جواب بھی آگیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ تحریر اُمّت کے لیے سود مند ثابت ہو اور امّتِ مُسلمہ اپنی شیرازہ بندی کر سکے۔ (ادارہ)

وطنِ عزیز کے مشہور دینی اور سیاسی رہنما حضرت مولانا عبدالستار خانصاحب نیازی مدظلّہ نے ملک کے علماء کرام اور مشائخ عظام کی خدمت میں ایک چار نکاتی فارمولا اس مبارک مقصد کے ماتحت پیش کیا ہے کہ اس کی وجہ سے مُسلمانان اہلِ سنت و جماعت متحد و متفق ہو جائیں۔ فجزاہم اللہ تعالےٰ۔

اس سلسلہ میں آج سے چند سال پہلے فیصل آباد کے بریلوی مکتبِ فکر کے ایک بزرگ عالم مدظلّہٗ سے راقم الحروف کی خط و کتابت ہوئی تھی۔ جس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نایاب کتاب "براہین قاطعہ" کی ایک عبارت زیرِ بحث آئی تھی۔ اس سلسلہ کے خطوط بذریعہ اخبار خدام الدّین لاہور ناظرین کے فائدہ کے لیے پیش ہیں۔ اللہ کرے کہ اس تحریر سے مولانا نیازی کے مقصد کو تقویت پہنچ جائے۔

مولانا فیصل آبادی کا گرامی نامہ

باسمہٖ سبحانہٗ جلّ جلالہٗ

بگرامی خدمت حضرت مکرم و محترم قاضی صاحب زیدت برکاتکم وعلیکم السّلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ — آپ نے علماء اہلِسنت کی دونوں جماعتوں کے اتحاد کی اہمیّت کا جو ذکر کیا ہے وہ بے شک بجا ہے، بلکہ دن بدن اس اتحاد کی اہمیّت بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ یہ دونوں جماعتیں متحد ہوں۔ اس اختلاف نے اُمّت کو وہ نقصان پہنچایا ہے جس کے تصوّر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

فقیر کی اس بارے میں تجویز یہ ہے کہ وہ چند کتابیں جن میں قابلِ اعتراض عبارتیں ہیں ان کی اشاعت روک دی جائے یا ان قابلِ اعتراض عبارتوں کو ان کتابوں سے نکال دیا جائے، تو یہ اختلافات ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتے ہیں۔

یہ بات تو مسلّم بین الفریقین ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں ادنیٰ توہین یا تحقیر کفر ہے۔ حتیٰ کہ الشہاب الثاقب میں مُصرّح ہے کہ "جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیّت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" ص ٥٧

اور یہ عبارت گویا ترجمہ اور

مفہوم ہے ان عبارتوں کا جن سے کُتب قوم بھری پڑی ہیں۔ اب اگر (الشہاب الثاقب کی) اس ایک عبارت کو سامنے رکھ کر (براہین قاطعہ کی) اس دُوسری عبارت کو دیکھیں تو اس سے تحقیر کا وہم ہی نہیں، بلکہ خود تحقیر صاف ظاہر ہے اور وہ عبارت یہ ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بلا دلیل محض قیاس سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وُسعت (علم) نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ علم کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کیا جاتا ہے۔"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔

کیا اس عبارت میں مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کا وہم بھی نہیں؟ بلکہ یہ عبارت تو مفاسد کا پلندہ ہے شیطان لعین کے لیے تو مصنّف کو نص مل گئی، مگر حبیب خدا باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی نص نہیں ملی۔

پھر مصنف براہین کے دل و دماغ میں بُغض مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایسا موجزن ہے کہ بمصداق حُبّک الشیئ یُعمی و یُصم۔ لکھتے ہیں کہ: "شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ حضور فخرِ عالم فرماتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

پھر مؤلف براہین کو حضرت شیخ کی پوری عبارت بھی بوجہ تعامی (اندھے پن کی وجہ سے) نظر نہ آئی۔ حالانکہ حضرت شیخ فرما رہے ہیں ایں سُخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نہ شُدہ است۔

(مدارج النبوّت جلد ۱ ص۹)

الحاصل ایسی عبارات کی موجودگی میں جب تک ان عبارات سے اظہارِ برأت نہ کیا جائے کیسے اتحاد ہو سکتا ہے۔

محترما! اصل اختلاف کی بنیاد عظمتِ مُصطفٰے ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور مندرجہ بالا عبارات میں کیا تحقیر مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا وہم ہے یا نہیں؟

فقیر کی اس تحریر پر آپ ضرور غور فرما کر کوشش فرمائیں ازاں بعد دونوں طرف سے سنجیدہ طبیعت کے چار چار پانچ پانچ علماء مل بیٹھ کر باقی امور نزاعیہ طے کر سکتے ہیں اور یہ اتحاد ناممکن نہیں۔

منتظر جواب فقیر۔۔۔
از لائل پور
۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ

مولانا فیصل آبادی کے خط کا جواب

از: فقیر محمد شمس الدین

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التسلیمات از فقیر محمد شمس الدین عفی عنہ مخدوم العلماء حضرت مولانا ۔۔۔ صاحب حفظہ اللہ فی امانہ، مطالعہ فرمائیں طویل والا نامہ محررہ ۱۲ صفر ۹۷ھ نے معزز و مفتخر فرمایا۔ بڑی مسرت ہوئی۔

مخدوما! عرض یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی سے پہلے شیعہ سُنی اختلاف کے سوا ملک میں بڑی سطح کا کوئی اختلاف سُنی علماء اور عوام میں متعارف نہ تھا۔ ۱۸۵۷ء میں جب فرنگی اقتدار کو علماء کے فتوٰی کی وجہ سے جہادِ آزادی ۵۷ء میں خاصہ دھچکا لگا اور پھر ۱۸۶۳ء میں درہ امبیلا سوات کی جنگ میں اور پھر غازی ملا مستانؒ کے حملہ قلعہ ملاکنڈ میں اور پھر ۱۸۶۴ء میں وادی خوجک (کوئٹہ اور چمن کے درمیان کی ایک وادی) میں افغان مجاہدین کے ہاتھوں فرنگی فوجوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ وادی خوجک میں تو پوری کی پوری انگریزی فوج کلیتاً تباہ ہو گئی۔ صرف ایک ڈاکٹر الگز بچا جو خون میں لت پت لاشوں کے نیچے دبکا پڑا رہا اور آدھی رات کو چھپتا چھپاتا گرتا پڑتا بحال خوار و زار کوئٹہ پہنچا اور اس نے کرنل سنڈامن کو روداد تباہی سنائی۔

ان حوادث کے بعد انگریز کی مجلسِ مشاورت میں یہ بحث ہوئی کہ ان حوادث کے اصل اسباب کا پس منظر کیا ہے اور تحقیق کے

بعد یہ پتہ چلا کہ ان جنگوں کا اصل محرک مولوی ہے اس لیے مولوی کو ختم کرنا چاہیئے۔ جب تک یہ مولوی فتوے دیتا رہے گا جہاد باقی رہے گا۔ اس لیے اس کے فتووں کو بے اثر بنا دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے بہت سے اقدامات طے کئے گئے۔

۱: علیگڑھ سے تعلیمی تحریک جاری کرائی گئی اور ۱۸۷۷ء کو لارڈ لٹن وائسرائے ہند نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے علیگڑھ کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔

۲: قادیان سے تبلیغی تحریک شروع کرائی۔ مرزا قادیان کو کھڑا کیا گیا۔ پھر مرزے کے مقابلے میں دیانند آریہ کافر کو کھڑا کیا گیا۔

۳: پھر پٹھان کوٹ سے ایک تبلیغی تحریک جاری ہوئی اور ان دنوں برساتی کیڑوں مکوڑوں کی طرح "مولوی کا غلط مذہب" نامی چیتھڑے لاکھوں کی تعداد میں بازاروں میں پیسے پیسے میں بکنے۔ لیکن سب سے اہم اقدام سُنی علماء کو باہم لڑانا تھا۔ اس کے لیے ایسے اسباب پیدا کیے گئے اور جگہ جگہ چھاپے خانے قائم کیے گئے اور ایک دُوسرے کے خلاف تکفیر کی طوفانی فتوٰی بازی کرائی گئی۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنی نظم "شیطان کانفرنس" کے اس شعر میں غالباً اسی اسکیم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

تو اس طرح علماء کے درمیان علمی لڑائی کا چکر چلایا گیا۔ اس سلسلہ کے تین چار سو رسالے فقیر کے کتب خانے میں بھی جمع ہو گئے ہیں۔

اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی جنگ عظیم تک انگریز نے سب فرقوں کے علماء کو پوری طرح باہم دست و گریبان کر دیا تھا۔ اس جنگ فتوٰی بازی میں کچھ علماء تو جارح تھے اور کچھ مدافع۔ مدافع حضرات انگریز سے لڑتے بھڑتے وطن سے دُور جزیرہ مالٹا (بحیرہ روم) جا نظر بند ہوئے اور کچھ جارح بزرگ یہاں ہی شغلِ فتوٰی بازی فرماتے رہے۔ وَللہِ فِی خَلقِہٖ شُیُوْنٌ۔

تو علماء کے فتوے کی طرف سے بے فکر ہو کر پوری دلجمعی سے انگریز نے ۱۴ء میں ہندوستانی فوجوں اور ہندوستانی سرمائے کو تہ و بالا کر ڈالا۔ جزیرۃ العرب میں انہی دنوں کرنل لارنس نے ترکوں سے عربوں کو لڑا دیا اور پورا جزیرۃ العرب اور مسلم شمالی افریقہ عیسائیوں کی گود میں چلا گیا۔

اس زمانے میں حساس اور دردمند بزرگ جو اس فتنہ کی اندرونی حقیقت (دل) کو سمجھتے تھے انہوں نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں میں یہ اختلافات بڑھنے نہ پائیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری (رام پور منیہاراں ضلع سہارنپور کا ایک گاؤں) کی کتاب انوارِ ساطعہ چھپی تو اس کتاب کی ابتداء میں ہی وہ خطوط بھی چھپے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکیؒ نے (اوّل الذکر بزرگ مولانا عبدالسمیع کے مرشدِ بزرگوار تھے اور ثانی الذکر بزرگ مولانا عبدالسمیع کے استادِ مکرم تھے) مولانا عبدالسمیع صاحب کو لکھے تھے:

تو ان خطوط میں مولانا عبدالسمیع صاحب کو حکم دیا گیا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے ان اختلافات کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔

اس طویل تمہید کے بعد عرض ہے کہ آپ نے براہین قاطعہ کی جو عبارتیں اعتراضاً تحریر فرمائی ہیں اور ساتھ ہی مولانا خلیل احمد صاحب کے اندھے پن کا ذکر فرمایا ہے وہ کچھ برمحل معلوم نہیں ہوا۔ معلوم یُوں ہوتا ہے کہ آپ نے "براہین قاطعہ" دیکھی ہے نہ "مدارج النبوۃ" وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "انوارِ ساطعہ" میں تفسیر معالم التنزیل، رسالہ برزخ، مواہب اور زرقانی، کی نصوص سے یہ ثابت کیا تھا کہ پوری زمین ہر وقت مثل طشت کے ملک الموت کے زیرِ نظر رہتی

ہے اور ص۱۵ پر تحریر فرمایا تھا کہ درمختار اور شامی کی نصوص سے یہ بھی ثابت ہے کہ ملک الموت کی طرح ابلیس بھی سب جگہ مخلوقات کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

تو مولانا انبیٹھوی مرحوم نے لکھا کہ مصنّف انوارِ ساطعہ نے ملک الموت اور ابلیس کے لیے تو تفسیر معالم التنزیل، رسالہ برزخ، مواہب، زرقانی، درمختار اور شامی سے تو نصوص نقل فرمائی ہیں کہ ملک الموت کے پیشِ نظر ہر وقت پوری زمین مثل طشت رہتی ہے یا ابلیس ہر آن سب جگہ مخلوقات کے ساتھ رہتا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارکؑ وسلم کے ہر آن ملک الموت کی طرح ہر جگہ لازماً موجود ہونے کا یا ہر جگہ کا علم ہر آن لازماً آپؐ کو مستحضر رہنے پر مؤلف نے کوئی نص نقل نہیں کی، بلکہ محض قیاس سے کہا ہے۔ تو اس عبارت سے کسی طرح کی توہین فقیر کی سمجھ ناقص میں نہیں آسکی۔ کیونکہ ان نصوص کو خود مولانا عبدالسمیع صاحب نے ہی موہم توہین و تحقیر نہیں سمجھا جو ان عبارات کو خود نقل فرما دیا۔ تو پھر "اندھے پن" والا الزام تو برمحل نہ ہوا نہ ہی "دل و دماغ میں بُغضِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا موجزن ہونا" والا الزام۔ اور اگر خواہی نخواہی الزام برائے الزام ہی جڑنا ہو تو یہ عبارت بھی تو موہم توہین ہے۔ مولانا عبدالسمیع صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

"اصحابِ محفلِ میلاد تو زمین کے تمام پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نہیں کرے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا تو اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔"

(انوارِ ساطعہ ص۵۲-۳)

تو اس عبارت پر بھی یہ اعتراضات کئے جا سکتے ہیں۔

۱: مولانا عبدالسمیع صاحب مرحوم نے حضور علیہ السّلام کے علمِ پاک کی توہین کی ہے کہ حضورؐ کے مقابلے میں ملک الموت اور ابلیس لعین کا زیادہ تر مقامات پاک اور مذہبی میں حاضر ہونا تسلیم کر لیا۔

۲: ناپاک اور غیر مذہبی مقامات میں حضور علیہ السلام حاضر نہ ہوتے تو ایک بات تھی، مگر پاک اور دینی مقامات میں بھی ملک الموت اور ابلیس لعین سے حضور علیہ السلام کا کم تر حاضر ہونا مولانا عبدالسمیع صاحب نے مان لیا، تو مولانا کے دوستوں کے پلّے میں کیا رہا۔

۳: پھر یہ جملہ "حاضر ہونا" خود موہم بے ادبی و گستاخی رسولؐ ہے۔ اس کے مقابلے میں ادب کا جملہ تو "تشریف فرما ہونا" یا "رونق افروز ہونا تھا"۔ اس لیے مولانا عبدالسمیع صاحب بھی بے ادب ہیں۔

جناب نے مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم کے خلاف "تلخ" جملے تحریر فرمائے لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مدارج شریف خود نہیں دیکھی اور کسی دوسرے رسالے سے وہ جملے نقل فرما لیے کہ "ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نہ شدہ است" کیونکہ حضرت شیخ عبدالحقؒ نے "اشعۃ اللمعات" فارسی اور عربی دونوں میں اس روایت کے عدمِ ثبوت کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا، بلکہ یہ روایت بغیر تنقید نقل کی ہے اور براہینِ قاطعہ میں مولانا سہارنپوری نے مدارج کا حوالہ نہیں دیا۔ پھر آپ اصل کتاب میں اگر پوری عبارت ملاحظہ فرماتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ مسئلہ علمِ غیب کے نزاع کو تو حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں ہی طے فرما دیا ہے پوری عبارت پیشِ خدمت ہے۔ حضرت شیخؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ایں جا اشکال می آرند کہ در بعضے روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمی دانم آنچہ در پس ایں دیوار است۔" جوابش آں است کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است و اگر باشد گفتیم کہ آن انکشاف (یعنی می بینم من شما را از پس و پیش یکساں" ص۸) مخصوص بحالت نماز است و اگر علم است موقوف باعلام الٰہی و خلق اوست علم را۔ چنانچہ در سائرِ مغیبات است و دلالت می کند بر آں حدیثے کہ واقع شدہ است کہ یک بار ناقہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم گم شد۔ بعضے منافقان گفتند کہ محمدؐ خبر از آسمان می دہد و در نمے یابد کہ ناقہ او کجا است چوں ایں سخنِ منافقان بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید گفت۔ من نمی دانم و در نمے یابم، مگر آنکہ بداناند و دریاباند مرا پروردگار من۔ و متصل ہمیں گفت کہ بتحقیق راہ نمود مرا پروردگار تعالےٰ بر آن ناقہ کہ در موضع است چنیں و چنیں بند شدہ است مہار وے در درختے۔ پس رفتند آنجا و یافتند۔ چنانچہ خبر دادہ بود۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمے دریابد مگر آنچہ دریاباند پروردگار تبارک و تعالیٰ خواہ در نماز باشد یا در غیراں فلا اشکال۔"

(ص۹ از سطر ۱۰ تا ۱۸)

ترجمہ: اور اس جگہ ایک اشکال لاتے ہیں کہ بعضے روایات میں آتا ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔ "میں بندہ ہوں نہیں جانتا جو کچھ کہ اس دیوار کے پیچھے ہے۔" اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اصل نہیں رکھتی اور اس بات کی روایت صحیح (ثابت) نہیں ہوسکی۔ اور اگر (کوئی اصل) رکھتی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ وہ آپؐ کا جاننا (کہ تم کو آگے پیچھے دیکھتا ہوں ص۸) مخصوص ہے اور اگر جانتا ہے تو اللہ کے بتانے پر اور اس کے علم کو ظاہر کرنے پر موقوف ہے جس طرح تمام مغیبات (غیبی امور) میں ہے کہ (غیب کی بات اللہ کے بتانے اور اس کے ظاہر کرنے پر ہی موقوف ہے) اور اس (دعوے) پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث (جو کتابوں) میں واقع ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ بعض منافق کہنے لگے کہ محمدؐ خبر تو آسمان کی دیتا ہے اور خود اپنی اونٹنی کا بھی پتہ نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے۔ جب منافقوں کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچی (آپؐ نے) فرمایا کہ میں نہیں جانتا اور دریافت نہیں کر سکتا مگر وہ بات کہ بتاتا ہے اور دریافت کراتا ہے مجھے پروردگار میرا۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ راہنمائی فرمائی ہے میری پروردگار تعالیٰ نے کہ ایسی جگہ پر ایک درخت کے ساتھ اس اونٹنی کی مہار پھنسی ہوئی ہے (پس) صحابہؓ گئے اس جگہ اور پا لیا (اونٹنی کو) جیسے کہ (آپؐ نے) خبر دی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دریافت کرتے، مگر وہی کچھ کہ دریافت کراتا ہے پروردگار تبارک و تعالیٰ چاہے نماز کے اندر ہو یا بغیر نماز کے تو اب کوئی اشکال نہیں رہا۔"

(مدارج النبوّت جلد ۱ ص۹ مطبوعہ مطبع فخر المطالع دہلی ۱۲۶۷ھ۔)

اِسی پر فیصلہ کیجئے

۱: اگر آنجناب کی جماعت آمادہ ہو تو مسئلہ علمِ غیب کے نزاع کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر بالا پر دونوں فریق اتفاق کر لیں حلقہ دیوبند کی طرف سے عبارت بالا کے ساتھ اتفاق پر فقیر ذمّہ دار ہے تا کہ صدسالہ ایک نزاع تو ختم ہو۔ وَاللہ المستعان۔

۲: فقیر مزید درخواست کرتا ہے کہ انصاف پسند حضرات نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری پر اتہام کی حقیقت تو دیکھ لی اور باقی حضرات مولانا نانوتویؒ مولانا گنگوہیؒ اور مولانا تھانویؒ پر جو فرضی اور خود ساختہ گھڑنتو اتہامات ہیں ان کی حقیقت اس اتہام سے بھی کمزور ہے۔ تو کیوں نہ سب اتہام ہی ختم کر دیئے جائیں۔

۳: مدارسِ عربیہ اسلامیہ کے

نصاب کے متعلق مشترکہ سپریم کونسل قائم کی جائے۔ جس میں وفاق اور تنظیم دونوں کے اکابر شامل ہوں۔ اور اسکا کوئی مشترکہ نام رکھا جائے، کیونکہ درسِ نظامی تو سب مدارس میں ایک ہی ہے۔

۴ : تحریروں میں دونوں طرف کے بزرگوں کا نام رسمی احترام سے لیا جائے، بلکہ آئندہ کے لیے دو کی تفریق ہی ختم کر دی جائے۔ صرف علماء اہلسنّت احناف یا حنفی علماء اہلسنّت لکھا جائے۔

جو دینی مشاغل خلافِ سُنّت ہوں آپس کی افہام و تفہیم سے حُسنِ تفاہم کے طور پر طے کر لیے جائیں۔ اور قولِ راجح کو اختیار کیا جائے۔ کہ اسی میں برکت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مَن احییٰ سنتی عند فساد اُمتی فلہ اجر مأۃ شہید۔

کتاب براہین قاطعہ کے صد ۲۷۵ پر ایک اور عبارت ملاحظہ اقدس کے لیے پیش ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جیسے کمالات تو اور انبیاءؑ کو بھی عطا نہیں ہوئے اور کوئی نبی کمالات میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں"۔

اور اسی مفہوم کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنے طویل "قصیدہ بہاریہ" میں منظوم فرمایا ہے۔ اس کے بھی چند ایمان افروز اشعار آبدار تحفۂ پیشِ خدمت ہیں تاکہ حضورؐ کی مدح و ثنا پر یہ عریضہ ختم ہو جائے۔

"قصیدہ بہاریہ"

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو ابوالبشرؑ کے خدا
اگر وجود تمہارا نہ ہوتا آخر کار
جلو میں تیرے سب آئے عدم تا بوجود
بجا ہے تم کو اگر کہئے مبدءُ الآثار
تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گُل ہیں اور نبی
تو نُورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ "دیدۂ بیدار"
جو انبیاء ہیں آگے تیری نبوّت کے
کریں ہیں اُمّتی ہونے کا یا نبیؐ اقرار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے ہے تجھ کو عار
بجز خدا کے بھلا تجھ کو کوئی کیا جانے
تو نُورِ شمس ہے شپر نمط اولو الابصار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامی کار

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسّلام

۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۹۷ھ

از درویش ڈاک خانہ ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد

نوٹ : افسوس کہ اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہی رہا۔

کچھ مزید

یہ تو وہ خط و کتابت تھی جو ایک فیصل آبادی بریلوی بزرگ مدظلہٗ کے ساتھ آج سے سات برس قبل ہوئی تھی، لیکن علماء حق اہلِ سنت تو عرصہ سے مسلمانوں کے اتحاد کے لیے سرگرداں رہے ہیں اور اس سلسلہ میں دو واقعات کا ذکر مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

کتاب ضربِ شمشیر

فقیر کی استدعاء پر آج سے بارہ برس قبل مولانا غریب اللہ صاحب مردانی مدظلہٗ نے یہ کتاب مُسلمانانِ اہلِ سُنّت کے اتحاد و اتفاق اور علماءِ دیوبند کے صحیح مسلک کی متین و دِلنشین وضاحت کے لیے لکھی تھی۔ جو نہ صرف موافق بلکہ مخالف انصاف پسند حلقوں میں بے حد مقبول ہوئی۔ کاغذ، کتابت طباعت معیاری قیمت صرف ۵ روپے ڈاک سے منگوانے والے سات روپے کا منی آرڈر بھیجیں کتاب رجسٹری ہو کر گھر مل جائے گی۔ پانچ نسخے یکمشت منگوانے پر محصول ڈاک معاف۔ صرف پچیس ۲۵ روپے کا منی آرڈر آنے پر رجسٹری پارسل کے ذریعے کتاب ارسال ہو گی۔ وی پی نہیں کی جائے گی۔

پتہ : موضع درویش ڈاک خانہ ہری پور ہزارہ۔

جمعیۃ علماء ہند کا ریزولیشن

آج سے ۴۱ برس پہلے جمعیۃ علماء ہند کا عظیم الشان سالانہ اجلاس مارچ ۱۹۴۲ء میں زیرِ صدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علماء ہند منعقد ہوا تھا اس کے ایک عام اجلاس میں درج ذیل اپیل ایک ریزولیشن کی شکل میں مسلمانانِ ہند سے کی گئی تھی :-

(باقی ۲۳ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بدعت اور سنّت کی تشریح

واہ کینٹ میں خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمّد اجمل خاں صاحب کا خطابِ لاجواب

مرتّبہ محمد عثمان غنی واہ کینٹ

توہینِ صحابہؓ کی سزا

اور صحابہؓ جو تھے، جن کو آج ہمارے ملک میں (خدا تعالٰی ہدایت دے) وہ لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو ان پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ ان کی بھی تنقیص کرتے ہیں۔ یہ کل کیا جواب دیں گے؟ حدیث کی کتاب کنز العمّال میں روایت موجود ہے۔ نبیؐ اکرم نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلّم) بگوشِ ہوش سن لو بھائی—! تقریر نہیں ایک آدھا جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا مَیں اہل کبائر کے لئے شفاعت کروں گا۔ بڑے بڑے جن سے گناہ ہوئے نا اُن کے لئے بھی سفارش کروں گا— لیکن جنہوں نے میرے صحابہؓ کی توہین کی مَیں ان کی سفارش نہیں کروں گا۔

صحابہؓ ہی تو ہم کو دین دینے والے ہیں۔ عینی گواہ کون ہیں؟ صحابہؓ نہیں ہیں؟ گواہوں پہ جرح کریں تو پھر دین کہاں باقی رہے گا؟ یہ نماز جو آپ پڑھتے ہیں یہ آپ نے کہاں سے سیکھی؟ یہ روزہ رکھتے ہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ دین سارا صحابہؓ کی وجہ سے ملا۔ حضرت قاضی صاحب ابھی تعارف کرا رہے تھے صحابہ کرامؓ کا کہ جن کی جنازے نماز کے لئے فرشتے اترے، جن کی نعشوں پر فرشتے پَر بچھائیں، جن کا قرآن سننے کے لئے وہ ہجوم بن کر آئیں، وہ صرف ناقل نہ تھے، آج ہمارے اندر کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں، بات سُنی نقل کر دی، وہ عمل کر کے دکھاتے تھے۔ مَیں کیا کہوں؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے— (رضی اللہ تعالٰی عنہ) حضرت فاروقِ اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ان کے تقوے کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ اتنا عاشقِ رسولؐ۔ ایک صحابی نہیں، سارے تھے۔ چند مثالیں ملتی ہیں۔ حضور علیہ السلام حج سے واپس تشریف لائے، گھر تشریف نہیں لے گئے، پہلے مسجد میں آئے، اونٹنی سے اترے، اتر کر دوگانہ پڑھ کے پھر گھر گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ وہ جب کبھی حج سے آتے گھر نہ جاتے، پہلے دو رکعت مسجد میں پڑھتے، پھر گھر جاتے۔ کیوں؟ میرے آقاؐ نے ایسا کیا تھا جب حج کو تشریف لے گئے، مکہ کے باہر بطحا نامی ایک جگہ ہے وہاں پر حضور علیہ السلام عشاء تک لیٹے، سو گئے ذرا، اُٹھ کر پھر مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب جاتے تھے پہلے وہاں جا کر لیٹتے تھے، سوتے تھے، پھر اٹھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے۔ صحابہؓ نے کہا یہ کیا ہے؟ فرمایا حضورؐ کو مَیں نے ایسے ہی دیکھا ہے تو ایسا ہی کرتا ہوں۔ اگر کہیں راستے میں چلتے چلتے سفر میں چلتے چلتے حضور علیہ السلام نے کہیں طہارت کی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ گذرے، اگرچہ ضرورت نہ بھی ہوتی مگر آپ وہاں بیٹھتے اور وہ کیفیت بنا لیتے اور طہارت کرتے۔ پوچھا گیا یہ کیوں کیا؟ فرمایا حضورؐ یہاں بیٹھے تھے، مَیں یہ سمجھتا ہوں مجھے بھی بیٹھنا چاہیئے۔ حالانکہ کوئی دین کا تقاضا نہیں ہے۔

حضورؐ کے سچّے عاشق

ایک مرتبہ سفر میں

جا رہے تھے، ساتھ حضرت نافع رحؒ تھے شاگرد، بانسری کی آواز سنی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ کافی دور جا کر شاگرد سے پوچھتے ہیں۔ "نافع رضؓ! آواز آ رہی ہے؟" کہنے لگے۔ "جی آ رہی ہے۔" پھر اور دور جا کر پوچھا۔ "اب آ رہی ہے؟" عرض کیا۔ "اب نہیں آتی۔" کانوں سے انگلیاں نکال لیں اور فرمایا میں نے حضورؐ کے ساتھ سفر کیا۔ ایسے موقعے پر حضورؐ کے کانوں میں بھی بانسری کی آواز آئی تھی۔ آپؐ نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لی تھیں میں اسی سنت کو زندہ کر رہا ہوں۔ جو نبیؐ بانسری کی آواز کو نہیں سنتا وہ طبلہ اور سارنگی جو کھڑکتی ہے اور "عشقِ رسولؐ" کا مظاہرہ ہے، ایمان سے بتاؤ اس کا کیا جوڑ ہے؟ —— بولو تو سہی —— اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے —— ہم بات تخریبی نہیں کرتے لیکن دین خالص بتانا ہے۔ ابھی حضرت نے کہا تشریح کر کے اس کے لئے وقت چاہیئے تھا۔ جو نئی چیز ہم اپنی طرف سے جاری کریں گے وہ تو شریعت قبول نہیں کرتی —— حضرت بلالؓ سے بڑھ کر کوئی عاشق رسولؐ ہے؟ بولو بھائی —— بس ایک دو منٹ کی بات کہتا ہوں۔ حضرت بلالؓ، مؤذّنِ رسولؐ، اذان دی یا نہیں دی؟ ساری عمر دی — اور مقام کیا ہے؟ رتبہ کیا ہے؟ میں قسم کھاؤں تو حانث نہیں، یہ میرے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کروڑوں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ، کروڑوں خواجہ معین الدین اجمیریؒ، کروڑوں شہاب الدین سہروردیؒ، کروڑوں بہاءالدین نقشبندیؒ، کروڑوں مجدد الف ثانیؒ —— کروڑوں —— رحمہم اللہ، اکٹھے کر لئے جائیں اور ایک ترازو ایسا بنایا جائے کہ اُس کے ایک پلڑے میں یہ سارے بزرگ بٹھلائے جائیں اور دوسرے پلڑے میں حضرت بلالؓ کو بٹھایا جائے تو پلڑا بلالؓ کا بھاری ہوگا۔ یہ حضرات آنکھیں کہاں سے لائیں گے —— دو سیاہ فام جو ملی تھیں؟ آج ہم دعائیں مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں خواب میں حضورؐ کی زیارت کرا دے، آمین کہہ دو — اب بھی دعا مانگتے ہیں یا اللہ! حضورؐ کی زیارت کرا دے، روضۂ اطہر پر حاضری کی توفیق دے کہ ہم وہاں پر جا کر سلام کہیں — حضورؐ فرماتے ہیں جو آتا ہے سلام پڑھتا ہے۔ میں سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں —— ہمارا یہ عقیدہ ہے ہونا چاہیئے یا نہیں؟ یہاں سے بذریعہ ڈاک جاتا ہے درود اور جو روضۂ اطہر پہ حاضر ہو کر پڑھتا ہے وہاں حضورؐ فرماتے ہیں میں خود سنتا ہوں، جواب دیتا ہوں —— کتنی بڑی سعادت کی بات ہے۔ جا کر اگر کوئی یہ کہے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اس کا کون منکر ہے؟ صرف مکان کی بات ہے۔ دوست جھگڑے ضرور کرتے ہیں، جو کہنے کی چیز وہاں تھی وہ یہاں کہہ رہے ہیں جو یہاں کے کہنے کی تھی وہ کہتے نہیں ہیں۔ جھگڑا کس بات کا ہے؟ یہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ روضۂ اطہر پر جا کر کہو کیونکہ وہ سامنے ہیں۔ خطاب کرنا ہے، سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں —— حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو نماز پڑھی ہے اور ان حضراتؒ نے بھی نماز پڑھی ہے۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قادریہ خاندان کے اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن ایمان سے بتاؤ۔ یہ بزرگ خود نماز پڑھاتے تھے یا اپنے دَور کے کسی قاری، حافظ، عالم کے پیچھے پڑھتے تھے؟ لیکن حضرت بلالؓ جب نماز پڑھتے تھے اذان دینے کے بعد تو کیا نیّت کرتے تھے؟ کہ چار رکعت نماز فرض ظہر کے پڑھتا ہوں پیچھے امام الانبیاء کے۔ یہ شرف مل سکتا ہے پچھلوں کو؟ اُن سے بڑا عاشق کوئی ہے؟ لیکن انہوں نے اذان کیسے دی تھی؟ سوچنے کی بات ہے۔

ہم جھگڑے کی باتیں نہیں کرتے۔ کیونکہ سیرت کا مسئلہ ہے۔

بدعتیوں کا غلط طرزِ عمل

تو حضرت

قاضی صاحب نے جو حدیث سنائی ہے آپ کو کہ حضور علیہ السلام کے طور طریقوں کو زندہ کرنا چاہیئے۔ صحابہؓ ہمارے لئے حجّت ہیں یا نہیں؟ اُن سے بڑا کوئی عاشق ہے؟ انہوں نے اذان اس طرح دی جس طرح آج ہمارے بعض دوست کہتے ہیں؟ میں آپ کو لاہور کی بات بتاؤں، بعض کہتے ہیں "او جی یہ ٹھیک کہتے ہو، ہم چڑانے کے لئے ایسا کرتے ہیں" —— اب بتاؤ دین کہاں رہا؟ یہ کوئی چڑانے کی بات ہے؟

بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی

میں بات کو طول نہیں دینا چاہتا، وہ صحابہ کرامؓ طبلہ سارنگی نہیں کھڑکاتے تھے۔ آج قوالی کے نام پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ بزرگوں کے عرسوں پہ ہو رہا ہے۔ اور کہتے کیا ہیں؟ "یہ بزرگوں کو مانتے نہیں" یہ بزرگ نہیں بیٹھے ہوئے؟ میں اگر کہوں کہ کھڑے ہو جائیں کتنے مرید ہیں تو یہ سارا مجمع ہی اٹھے گا کیونکہ حضرت سے تعلق ہے بیعت کا —— ہم پیری مریدی کے تو خود قائل ہیں۔ ہمارے تو بزرگوں کا مسئلہ ہے۔ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے بزرگوں کے جوتوں میں وہ موتی ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہیں —— ہو پیر —— ہو ولی اللہ —— اور یہ طبلے سارنگیاں کھڑکاؤ اور "عشق" کا مظاہرہ کرو کہ ولیوں سے تعلق ہے؟ اس کا کیا ثبوت ہے؟ کیا اِن ولیوں نے اپنے دور میں کیا؟ لاہور میں حضرت علی ہجویریؒ کی "کشف المحجوب" نہیں ہے؟ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی "غنیۃ الطالبین" اور "فتوح الغیب" نہیں ہیں؟ اور میں ایک چھوٹا سا جملہ کہنا چاہتا ہوں بات دِین کی ہے کیونکہ دین سمجھانا ہے۔ اپنی طرف سے اتمامِ حجت کرنا ہے۔ پروردگار سمجھ دے اور عمل کی توفیق دے۔

ذرا غور فرمائیں یہ جو قوالی ہوتی ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں، آپ میں سے کوئی اٹھے، حضور کی نعت پڑھے —— دائرۂ شریعت کے اندر رہ کر —— ہم سمجھتے ہیں عبادت ہو رہی ہے۔ نعت کو ہم عبادت سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہارمونیم باجہ ہو، طبلہ ہو، سارنگی ہو، یہ دین ہو گا؟ بولو، بولو؟ —— اور میں ایک دلیل آپ کو دوں؟ یہ جتنا کچھ کرتے ہیں، یہ ساری قوالیوں کا سلسلہ مسجدوں کے اندر نہیں کرتے، باہر کرتے ہیں، میرا ان کو چیلنج ہے اگر تم اس کو دین سمجھتے ہو مسجد میں کرو، محراب میں بیٹھ کر کرو، خطیب صاحب چٹکی بجائیں، مؤذّن تالی پیٹے اور ناچیں گائیں، پھر دین ہے تو مسجد میں کرو، وہاں کیوں نہیں کرتے؟ تمہارا دل بھی کہتا ہے دین نہیں ہے۔ بدعت ہے۔ بدعت کا معنیٰ نئی چیز جاری کرنا دین میں ایک صاحب مجھے کہنے لگے — سائیکل پہ چڑھنا بھی بدعت ہے گاڑی میں بیٹھنا بھی بدعت ہے۔ میں نے کہا سمجھا نہیں ہے تو — بدعت کا معنیٰ ہے دین میں نئی چیز جاری کرنا۔ بات ذرا سمجھو، دین میں —— آج کے زمانے میں اگر جنگ لڑنی ہے تو پھر مشین گن نہیں ہو، ہوائی جہاز نہیں ہو، پھر بم نہ ہونا چاہیئے۔ تیر کمان سے لڑائی کرو۔ کیونکہ یہی سنت ہے —— نہیں نہیں —— بدعت فی الدّین، یعنی جو بات کہی گئی ہے حدیث کی، دین میں اپنی طرف سے جاری کرنا۔ یہ کیوں خطرناک ہے؟ ایک جملہ ذہن میں رکھئے۔ بدعتی آدمی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ مسلمانو! کتنی خطرناک بات ہے؟ اللہ ہم کو بدعات سے بچائے توفیق کیوں نہیں ہوتی؟ شرابی

کبابی آدمی سے بات کریں۔ اور اس سے اگر کوئی یوں کہہ دے "بھائی! دعا کر، بڑا مبارک مہینہ ہے۔ اللہ پاک سارے مسلمانوں پر رحم کرے۔" وہ کہے گا "توبہ توبہ توبہ، میں پاپی، پاجی، عاصی، خاطی فلاں فلاں، توبہ توبہ نام نہ لے، کسی بزرگ سے دعا کرا، میں تو بڑا گنہ گار ہوں" وہ بعض دفعہ روتا ہے، اس کے آنسو جو گرتے ہیں سوڈا کاسٹک کا کام کرتے ہیں۔ وہ میل کچیل دھو دیتے ہیں اور جو بدعتی ہوتا ہے یہ تو کہتا ہے "میں بے دینی کی بات کرتا ہوں؟ کرتا ہی دین ہوں ـــ" اس لئے توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ یہ خطرناک بات ہے اللہ پاک ہم کو بچائے۔ یہ ۱۲ ربیع الاوّل آ رہی ہے۔ قرآن پاک ختم کرو، بیٹھ کر ساری رات، درود شریف پڑھو، بجلی گُل کر دو، اندھیرے میں کنکشن قائم کرو۔ یہ بجلی کیا ہے؟ مدینہ کے پاور ہاؤس سے کنکشن قائم کرو، دل کا ـــ دل کا بلب روشن ہو جائے، درود شریف کا تحفہ پیش کرو، آنکھوں میں آنسو لاؤ، یہ تصور کرو کہ مدینہ پہنچا ہوا ہوں۔ ہم تو دعائیں مانگتے ہیں ؎

یاالٰہی دکھا دے مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولا تیری رحمت برستی ہے

یہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھو، صبح کو اٹھ کر غریب مسکین کو دو، پکا کر دو، کچا دو، کپڑے، سردی ہے کسی کو لحاف دے دو۔ یہ ضروری ہے کہ پلاؤ زردہ ہی کھلا دو؟ لیکن اس میں نمود ہوتی ہے۔ نہ نہ، ایسا نہ کرو، مقصد اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا ہے۔ حضور اپنے لائے ہوئے دین کو زندہ کرنے سے راضی ہوتے ہیں۔ فرض نماز کو پڑھنا نہیں اور باقی سب ہونا ہے۔ اور ہو کیا؟ ـــ "عاشقِ رسول" یہ عشق نہیں ہے۔ عشق اس کا نام ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ صحابہؓ سے بڑا عاشق کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے کر کے دکھایا۔ اور خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔ صحابہؓ نے سیرت کا ایک جلسہ بھی نہیں منایا۔ انہوں نے سیرت اپنائی ہے۔ کانوں میں آواز پڑی شراب حرام۔ کوئی پڑتال نہیں۔ کوئی جلوس نہیں، کوئی احتجاج نہیں۔ تھوک دی۔ بعضوں نے منہ میں پڑی ہوئی شراب تھوک دی۔ گلاس ہاتھ میں ہے۔ آخری جام ہے نہیں چڑھایا۔ پھینک دیا۔ کیا ہے ـــ؟ جب نبیؐ نے کہہ دیا ہے رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ۔ قرآن کہتا ہے ـــ نہیں پیتے ـــ ادھر قرآن کہتا ہے۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ـــ (النساء ۲۹) ناجائز طور پہ مال نہ کھاؤ ایک دوسرے کا۔ جس میں رشوت بھی ہے ـــ دھوکے سے مال کھانا۔

دکانداروں کو نصیحت

یہ دکاندار غلط قیمت بتا کر جو پیسے وصول کرتا ہے۔ یہ بھی پکڑا جائے گا۔ یہ سمجھتا ہے تجارت پر پابندی ہو رہی ہے؟ تجارت پر پابندی نہیں ہے۔ تجارت نبیؐ کی سنت ہے۔ کیجئے۔ لیکن ادھر فضیلت سن لیجئے۔ سچ بولنے والا تاجر، دیانتدار قیامت کے دن نبیوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا لیکن چند ٹکوں کی خاطر جھوٹ بولے۔ اور ترازو ہاتھ میں رکھ کر غلط قسم کا اس میں تولے، باٹ دوسرے ہوں لینے کے اور، دینے کے اور، اور عشقِ رسولؐ؟ یہ جوڑ نہیں ہے۔

رشوت کی ممانعت

وہاں پہ رشوت صحابیؓ کو حضورؐ بھیجتے ہیں۔ مؤطا، امام مالک میں ہے۔ جا، یہودیوں سے تم نے تقسیم پیداوار جو اُن کی ہے زمین کی لینی ہے وہ گئے تحصیلدار صاحب۔ عبداللہ بن رواحہ اُن کا نام ہے (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) صحابی ہیں۔ وہ پہنچے۔ اُن یہودیوں نے آپس میں مشورہ کیا زیورات اکٹھے کئے، کچھ اور چیزیں اکھٹی کر کے پوٹلہ سا بنا کر، اُن کے سامنے پیش کیا۔ فرمایا یہ کیا

ہے؟ کہا یہ "تحفہ" ہے۔ گِفٹ ہے۔ آج کل گِفٹ کہتے ہیں ـــ یہ جتنے بڑے بڑے افسر اس قسم کے دوروں پر جائیں اور ان کو لوگ پیش کریں، یہ جائز نہیں ہے۔ ان کے لئے کھانا، حرام ہے، یہ پیغمبر کی سیرت کے بالکل خلاف ہے۔ بعض صحابی گئے ہیں ان کو کسی نے دیا کہ یہ تو ہے بیت المال کے لئے، یہ آپ کے لئے ہے۔ وہ جس وقت آئے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے پیشی ہوئی۔ اور آ کر سادگی سے کہہ بیٹھے۔ "یا رسول اللہ! یہ تو بیت المال کے لئے ہے۔ یہ میری ذات کے لئے ہے"۔ بس حضور کو غصہ آ گیا۔ خطبہ دیا ـــ تفصیل کا وقت نہیں ـــ خطبہ دیا اور فرمایا ـــ حضورؐ کی عادت تھی نام نہیں ـــ بعض کہتے ہیں یہ مجھے دیا ہے، اور اس کو میں کہتا ہوں گھر میں بیٹھ ـــ پھر دیکھوں تجھے کون دیتا ہے، یہ سب بیت المال کا ہے" ـــ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جب یہ دیکھا، فرمایا "یہ تحفہ ہے؟ او بدبختو! یہ حرام ہے، اور تمہیں پتہ نہیں ہے میں محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں؟ صحابی ہوں، لَا نَاْكُلُهَا ـــ ہم رشوت نہیں لیا کرتے، نہ کھایا کرتے ہیں، غصے میں آ گئے ـــ تو یہودی تڑپ اٹھے۔ انہوں نے کہا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا، ہم یہ سمجھتے تھے کہ پہلے جس طرح آتے تھے۔ تحصیلدار، یہ بھی وہی تحصیلدار ہو گا، ہمیں تو پتہ نہ تھا یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھیجا ہوا ہے۔ یہاں تو کایا ہی پلٹی ہوئی ہے۔ تو کہنے لگے جناب! آپ تو غصے میں آ گئے۔ تقسیم کس طرح انصاف سے کریں گے؟ فرمایا ظالمو! تمہارے اس غصہ دلانے سے یہ گڑبڑ کرنے سے انصاف میں فرق نہیں آئے گا میں انصاف پورا پورا کروں گا ـــ تم دیکھو گے، تم پکار اٹھو گے کہ ہاں انصاف یہی ہے ـــ تو یہودی پکار اٹھے اسی انصاف سے تو زمین آسمان کھڑے ہیں۔

رزقِ حلال میں برکت ہے

آج ہمارے ملک کے سربراہ جنرل ضیاء الحق صاحب فرما رہے ہیں اپنی تقریر میں کہ پاکستان شریف کے اندر پانچ سو فیصد رشوت چل رہی ہے ـــ پانچ سو فیصد ـــ سو فی صد بھی نہیں کہا ہے ـــ پانچ سو فیصد ـــ کتنے پریشان ہیں بچارے؟ یہ چل رہا ہے سارا سلسلہ ـــ خدا تعالیٰ اس سیرت کے جو جلسے ہو رہے ہیں، یہ مبارک نورانی محفلیں ہیں، اللہ پاک اس لعنت سے بھی ہمارے ملک کو نجات دے اور بیماریوں سے بھی شفا دے۔ ہم کسی کے خلاف بات نہیں کرتے۔ معاشرے کی اصلاح اس کے بغیر نہیں ہو سکتی نا بھائی؟ کہ ہو سکتی ہے؟ قطعاً نہیں ہو سکتی ـــ قطعاً نہیں ـــ اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس مال کے لینے سے ہمارا کچھ بن جائے گا ـــ بنے گا کچھ نہیں، حلال میں برکت ہے۔ حرام میں برکت نہیں۔

ایک جملہ کسی بزرگ کا کتنا اچھا! کتیا کے بارہ بچے، بکری کا بچہ ایک، بمشکل دو ـــ کتیا کے بچے کو کوئی نہیں کاٹتا کیونکہ گوشت نہیں کھایا جاتا ـــ اور بکری کے بچے روزانہ کٹتے ہیں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ کتیا کے بچے، کتوں کے ریوڑ ہونے چاہئیں۔ ہر انچ پر کتا کھڑا ہونا چاہیئے لیکن بکری روزانہ لاکھوں کی تعداد میں کٹتی ہے۔ ریوڑ بکری کے ہیں کتیا کے نہیں ہیں۔ پتہ لگتا ہے کہ رزقِ حلال میں برکت ہے حرام میں برکت نہیں۔

اختتامیہ جملے

بس اسی پر ختم کرتا ہوں اللہ سے دعا کرتے ہیں ؎

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر جس نے لاکھوں بت توڑ دئے

وہ کون ہیں؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(باقی ۲۳ پر)

شرک اور مشرکانہ رسوم

سید صبور علی ندوی

شرک کے لغوی معنی شریک ہونا ہے اسی سے شراکت بھی ہے جو اردو میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کاروبار میں شراکت یا "پاٹنر شپ"۔

اسلام میں شرک کا تصور اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ تمام کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق و مالک و رازق صرف اور صرف خدا ہے۔ اسی کے حکم، تصرف اور اختیار سے یہ کائنات چل رہی ہے وہ اکیلا ہی یہ نظام چلا رہا ہے۔ اس کے اس کاروبار میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ وہ شریک بنانا پسند کرتا ہے۔ نہ اپنی طرف شرک کی نسبت کو گوارا کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ اس کے نزدیک ناقابلِ بخشش گناہ اور ظلم عظیم ہے۔

قرآن نے لوگوں کو ایک بہترین مثال کے ذریعہ یہ بات سمجھائی کہ دیکھو تمام مخلوق ہماری غلام ہے جیسے دنیا میں بھی عارضی طور پر انسان بھی آقا، مالک و غلام اور رخادم میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ تو تم اے آقاؤ یہ بتاؤ کہ کیا تم اپنے اموال و جائداد اور کاروبار میں اپنے غلاموں کی شراکت برداشت کر سکتے ہو اور ان کو اپنے سے مساوی درجہ دے سکتے ہو؟ کیا تم ان غلاموں سے ایسے ہی ڈر سکتے ہو جیسے خود اپنے آپ سے ڈرتے ہو؟ تمہارا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

تو ہمارا جواب بھی نفی میں ہے کہ ہم بھی شراکت شرک اور سرکاء پسند نہیں کرتے بلکہ ہماری طرف عقیدۃً بھی کوئی ایسی بات منسوب کرے تو ہم اس کو کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ قرآن سے یہ مثال پیش کی جاتی ہے:

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ (سورۂ روم پارہ ۲۱)

ترجمہ: اسی (اللہ) نے خود تم لوگوں کی مثال بیان کی ہے کہ کیا اس میں جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے تمہارے غلام شریک ہیں اس طرح کہ (تم دونوں بحیثیت شراکت) اس میں مساوی درجہ رکھتے ہو تم اُن سے ایسے ہی ڈرتے ہو جیسا اپنے آپ سے ڈرتے ہو؟ ہم اس طرح کھول کھول آیات پیش کرتے ہیں عقل والی قوم کے لئے۔

قرآن نے یہ ثابت کیا کہ عقلاً خدا کا شریک اسی طرح ناممکن ہے جیسا کہ تم اپنے اموال و جائداد میں غلاموں کو شریک کرنا ناممکن سمجھتے ہو۔ چنانچہ قرآن نے چور دروازے سے داخل ہونے والے ہر قسم کے شرک کے امکان کی جگہ جگہ قرآنی آیات میں تردید کی ہے اس لئے آپ پہلے ان آیات کا سلسلہ وار مطالعہ کیجئے۔

۱۔ کائنات میں خدا کا کوئی شریک نہیں نہ اس کا کوئی ولی عہد، شہزادہ یا لڑکا ہے۔ یہ یہود و نصاریٰ کے عزیر و مسیح علیہما السلام کے سلسلہ میں ان کو نعوذ باللہ خدا کے بیٹے ماننے کی تردید بھی ہے۔

اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ۔ (سورۂ فرقان)

ترجمہ: اللہ کی ذات وہ ہے جس کی ملکیت ہے آسمانوں و زمین کی بادشاہت اور نہ اس نے اپنے لئے کوئی لڑکا بنایا اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے۔

۲۔ امورِ سلطنت خدائی فیصلوں اور احکام میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۔ (سورۂ جن)

ترجمہ: اور وہ اللہ اپنے فیصلوں میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہے۔

۳۔ اللہ نے رسول پاک کی زبانی بڑی تفصیل سے کہلوایا۔ اُن کاموں اُن امور اور اُن اختیارات کی فہرست بیان کی ہے جو صرف اللہ کرتا ہے۔ اِن امور کی طرف غیر اللہ کی نسبت شرک ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ: (اے اللہ کے رسول) آپ کہئے اے اللہ تمام ملک کے مالک تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔ تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں تمام بھلائی ہے بلاشبہ تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور تو ہی مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۴۔ اللہ ہی بچوں کو رحم مادر میں پیدا کرتا ہے لڑکا یا لڑکی وہی دیتا ہے وہی آپس میں شادی کراتا ہے۔ اور شادی کے بعد بھی جس عورت کو چاہتا ہے بانجھ بنا کر اولاد سے محروم کر دیتا ہے اللہ میں تمام کام کرنے کی طاقت ہے۔ دوسروں کی طرف ان امور کی نسبت کرنا ان سے یہ توقع رکھنا، شرک فی العبادۃ یا شرک فی الدعا کی رسمیں ایجاد کرنا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کے لئے چاہتا ہے لڑکیاں دے دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے لڑکے دے دیتا ہے یا لڑکے اور لڑکیوں کے آپس میں جوڑے بنا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے بلاشبہ وہ (اللہ) علم والا اور قدرت والا ہے۔

اکثر امتیں اپنے انبیاء، اولیاء کے بلند روحانی مقام، معجزات اور کرامات وغیرہ کی طاقت دیکھ کر اس غلط فہمی کا شکار ہو گیئں کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی صورت میں اپنے اختیارات میں شریک کر لیا ہے۔ ان کی عبادت کئے بغیر، ان کو خدائی درجہ دئے بغیر ہم یا ہماری آواز خدا تک نہیں پہنچ سکتی۔

یہی گمراہ کن فکر بت پرستی، قبر پرستی اور اور شخصیت پرستی کا سبب بن گئی۔ چنانچہ اس گمراہ کن عقیدہ کی جڑ قرآن نے بڑی وضاحت سے یہ کہہ کر کاٹ دی کہ فرشتے، انس و جن یا ہمارے رسول بھی خدائی امور میں شریک نہیں وہ تو خود اپنی ذات کو نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے نہ کہ دوسروں کو نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت رکھیں۔ چنانچہ اللہ نے اس گمراہ کن عقیدہ کی تردید رسول سے اس طرح کروائی۔

۱۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ (سورۂ اعراف)

ترجمہ: (اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے میں اپنے نفس کو نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اِلّا یہ کہ اللہ جتنا چاہے۔

۲۔ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ (سورۂ جن)

ترجمہ: (اے محمدؐ) آپ کہدیجئے میں طاقت نہیں رکھتا ہوں تم کو نقصان و نفع پہنچانے کی۔

۳۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

ترجمہ: (اے محمدؐ) بلاشبہ آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں۔ اور لیکن اللہ جس شخص کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔

مندرجہ بالا گمراہ کن اور مشرکانہ عقیدہ و فکر کی واضح قرآنی تردید کے بعد اب آپ مسلم معاشرہ میں ان مشرکانہ رسوم کا جائزہ لیں جو غیر اللہ سے نفع و نقصان ملنے کی امید پر صدیوں سے جاری ہیں۔ کہیں سے اولاد ملنے کی توقع کے تحت شرک فی الدعا کیا جا رہا ہے کہیں زندہ پیروں و فقیروں سے نفع و نقصان کی امیدیں وابستہ کرنے ان کے قدموں اور ہاتھوں کو چوما جا رہا ہے۔ کہیں اولیائے کرام کے مقبروں کو سجدہ گاہیں بنایا جا رہا ہے اور ان رسوم کو شرک نہیں عین اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ کتنے جُبّے و قُبّے داڑھیوں، کُرّوں اور کوڑیوں والے شیطان صفت تاجرانِ دین، علمائے سوء، فقیر و ملنگ ہیں جو مشرکانہ رسوم کو عین اسلام بنا کر مقبروں کے نذرانوں چڑھاووں سے حاصل ہونے والی دولت اور دیگوں کے کھانوں پر گذر اوقات کرتے ہیں۔ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ لوگوں کو اللہ کے راستہ

سے روک رہے ہیں اور عملاً اسلام کو دنیا کے سامنے مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں۔

دورِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ

دور حاضر کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے کہ چند چالاک و مکار علمائے سوء نے تمام قرآنی آیات کو پس پشت ڈال کر، رسول پاک کی محبت کا جھوٹا ڈھونگ رچا کر، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شرک کی دلدل میں کھینچنے کی ناپاک جسارت کی ہے اور تمام خدائی صفات اور امور میں آپ کو خدا کا شریک اور اس کا "کفواً" ہمسر بنا دیا ہے آیئے ہم اس بہروپ کا مطالعہ کریں۔

تمام رسول بشر ہیں

کفار نے مختلف ادوار میں رسولوں پر یہ اعتراض کئے کہ یہ تو ہماری طرح ہی بشر ہیں، ہماری طرح ہی کھانا کھاتا ہے، ہماری طرح ہی بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، یہ تو ہم سے کم حیثیت کا ہے البتہ اگر خدا فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجے تو ہم ایمان لانے کو تیار ہیں۔ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ تم خود بشر ہو اس لئے تم ہی میں سے بشر کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا۔

ترجمہ: اگر زمین میں فرشتے (آباد) ہوتے جو وہاں اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم [illegible] آسمان سے فرشتہ کو ہی رسول بنا کر اتارتے۔

اس جیسی قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں جن میں وضاحت کی گئی ہے کہ رسول تمہارے ہی جیسے اور تمہیں میں سے بشر تھے صرف وحی الٰہی نے ان کو تم سے ممتاز کر دیا تھا اور بس۔ ملاحظہ ہو۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ۔

ترجمہ (اے محمدؐ) آپ کہئے میں تو محض تمہارے مثل بشر ہوں (صرف) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

صرف اللہ ہی عالم الغیب ہے

آیت الکرسی میں بڑی وضاحت سے قرآن نے اعلان کیا کہ "لوگ اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر یہ کہ جتنا اللہ چاہے"۔ چنانچہ اللہ نے جس کو جتنا علم دے دیا وہ اتنا ہی جانتا ہے یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ کوئی اللہ کے برابر علم غیب رکھتا ہے۔ جہاں تک دوسرے کے عالم غیب ہونے کا تعلق ہے قرآن نے اس کی واضح تردید کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

۱۔ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ۔ (سورۃ نمل)

ترجمہ: (اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

۲۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (الانعام)

ترجمہ: اور اس (اللہ) کے پاس ہی غیب کی کنجیاں ہیں اس (غیب) کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ (اللہ) ہی۔

اب سوچئے کہ قرآن کی روشنی میں وہ کیسے بدبخت ہیں جو رسول کو اس کی عظمت سے گرا کر خدا کا درجہ دیتے ہیں اور آپ کو بھی عالم الغیب غیر مشروط طور پر ثابت کرتے ہیں۔

صرف اللہ ہی حاضر و ناظر ہے

اللہ کے علاوہ کوئی ذات ایسی نہیں ہو سکتی جس کا جسمانی وجود بھی ہو اور قوت بصارت بھی اور ہر جگہ موجود بھی ہو اور کائنات کی ہر چیز کو دیکھ سکتا ہو یہ صرف اللہ کی صفات ہیں۔ دیکھئے قرآن اللہ کی یہی صفت بیان کر رہا ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔

ترجمہ: وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور اللہ جو کچھ تم کام کرتے ہو اس کو دیکھنے والا ہے۔

اب پھر سوچئے کہ قرآن مجید کی روشنی میں وہ لوگ کیسے مشرک اور بدبخت ہیں جو رسول پاک کو حاضر و ناظر کہتے ہیں اور اس خدائی صفت میں آپ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ خوب شور مچا کر اعلان کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول پاک ان کی حالت کو دیکھ رہے ہیں وہ چل کر ان کی محفل میں آتے بھی ہیں وہ ان کی باتیں سنتے بھی ہیں وہ بذات خود تشریف لا کر ان کو درد و غم کے سمندر سے نکالنے کی طاقت رکھتے ہیں یہ تمام مشرکانہ عقائد ہیں جس کی تردید قرآن کر چکا ہے۔ یہ جملہ بھی مشرکانہ ہے۔

يَا رَسُولَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا، اِنَّنِي بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ خُذْ بِيَدِي سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا۔ اے اللہ ہمیں شرک و کفر سے نکلنے اور ہماری قوم کو ان ہتھکنڈوں کو سمجھنے کی توفیق دے آمین۔

صرف اللہ ہی زندہ اور لافانی ہے

صرف اللہ کی ذات ایسی ہے جس پر موت کا قانون نافذ نہیں ہوتا۔ باقی تمام مخلوق فانی ہے اس قانون سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ شہید، انبیاء اور اولیاء بھی طبعی موت کے قانون میں شامل ہیں۔ البتہ ان کے مخصوص مراتب کی وجہ سے حیات برزخ میں ان کے ساتھ خصوصی سلوک کیا جاتا ہے جو عام مردوں کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ قرآن نے اعلان کیا کہ شہید مقتول تو ہو گیا لیکن تمہارا علم و شعور حیات برزخ میں ان کی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتا۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ "ان کو انکے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے" کی خصوصی مراعات انہیں حاصل ہیں جس کے تحت ان کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی اور وہ تاقیامت ایسے ہی رہیں گے جیسے سو رہے ہوں۔

قرآن نے بڑی وضاحت سے یہ اعلان کیا کہ شہداء اپنے اوپر کئے گئے ان انعامات سے تمہیں باخبر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کا پیغام قرآن کے ذریعہ تم تک پہنچا رہے ہیں۔ پیغام مندرجہ ذیل ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلِهِ وَأَنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ۔

(سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور ہرگز مت گمان کرو مردہ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کر دئے گئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس، ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش و خرم ہیں ان (نعمتوں) سے جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور وہ بشارت دیتے ہیں (شہداء) ان لوگوں کو جو ابھی ان سے (دنیا سے) آکر نہیں ملے کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں (نیز وہ شہداء) بشارت دیتے ہیں اللہ کی جانب سے نعمت اور اس کے فضل کی اور بلاشبہ اللہ ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ اور وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ یہ دو واضح آیات ثابت کر رہی ہیں کہ ۱۔ شہید کی حیات سے مراد طبعی موت کی تردید نہیں ہے بلکہ حیات بعد الموت میں خصوصی انعام و اکرام ان کی لاش کو رزق دینا اور اس کو محفوظ رکھنا ہے ۲۔ وہ ان لوگوں کو بشارت دیتے ہیں جو ابھی دنیا میں ہیں اور شہادت پا کر ابھی ان سے آکر نہیں ملے ہیں، کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں بلکہ عالم برزخ میں ہیں وہ براہ راست دنیا والوں سے رابطہ قائم نہیں رکھ سکتے۔

ایک صحابی نے خصوصی طور پر رسول پاکؐ سے اپنے شہید والد کے بارے میں تفصیل معلوم کی تھی جس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں اور بیٹے کے نام ان کے والد اور تمام مسلمانوں کے نام شہیدوں نے عالم برزخ سے وحی الٰہی کے ذریعہ مندرجہ بالا پیغام ترسیل کیا۔

شہداء کے بارے میں ان آیات بینات نے واضح طور پر یہ بات ثابت کر دی کہ شہید شہادت کے بعد یا نبی طبعی موت کے بعد اس دنیا سے رابطہ نہیں رکھتا الا یہ کہ اللہ اس کا پیغام وحی کے ذریعہ اولیاء کے کشف و خواب کے ذریعہ دنیا تک پہنچا دے۔ چنانچہ ایسے تمام نظریات مشرکانہ ہیں جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ روحیں عالم برزخ سے نکل کر دنیا میں آتی ہیں اپنے اعزہ و احباب سے ملاقات کرتی ہیں۔

تمام مخلوق کو موت لازمی ہے

اللہ کے علاوہ سب کو موت ہے۔ اس طبعی موت سے نہ رسول خارج ہیں نہ شہداء جو لوگ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ مندرجہ ذیل آیات قرآنی کے منکر ہیں اور انکار کا انجام ظاہر ہے۔

۱۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

۲۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

ترجمہ: تمام وہ لوگ جو زمین پر ہیں فانی ہیں اور اے محمد صرف آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہے گی جو جلال اور اکرام والی ہے۔

۳۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔

ترجمہ: اور اے محمدؐ آپ بھی موت سے ہمکنار ہونے والے ہیں اور یہ تمام لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

غیر اللہ سے دعا مانگنا شرک ہے

پچھلی سطور میں قرآنی آیات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ ہے۔ اللہ نے کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت نہیں دی اکثر مسلم عوام کے ذہنوں میں شرک فی الدعا اتنا راسخ ہوچکا ہے کہ وہ اس کے خلاف سننا پسند ہی نہیں کرتے لیکن جو اس شرک سے نکلنا چاہتے ہیں ان کے لئے ایک اور آیت پیش کی جارہی ہے وہ سوچیں کہ اس حکم خداوندی سے انکار پر ان کی جگہ دوزخ میں ہوگی یا نہیں۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(سورۃ یونس)

ترجمہ: اور اگر وہ (اللہ) تم کو کوئی نقصان پہنچائے تو کوئی دور کرنے والا نہیں مگر وہی (اللہ) اور اگر وہ (اللہ) تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے کیونکہ وہ مغفرت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

رسولوں اور اولیائے کرام کے مزارات پر صدیوں سے جاری رسوم، قوالیاں ان کے الفاظ، دعائیں ان کے الفاظ پر غور کیجئے یہ تمام شرک فی الدعا سے بھرے نظر آئیں گے۔ "یا خواجہ فلاں کام کردے" "بھر دے جھولی میری یا محمدؐ" "یا علی مدد" "یا عباس اَدْرِکْنِیْ" وغیرہ وغیرہ تمام الفاظ مشرکانہ ہیں اور قرآنی تعلیمات کے خلاف اعلان بغاوت ہیں۔ ان مشرکانہ رسومات سے نکالنا اللہ کی ہدایت پر موقوف ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اور ہمارے ذہنوں کو صدیوں سے جاری ان مشرکانہ رسوم کے اثرات سے بچائے آمین۔

شرک ناقابلِ بخشش گناہ ہے

مسلمان صدیوں سے پڑی ہوئی رسوماتِ شرک کی گرد کو اپنے اذہان سے صاف کریں اور دیکھیں، غور کریں کہ قرآن شرک اور مشرک کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ اس سے کم بخش دے گا جس کے لئے چاہے گا۔

مشرک مخبوط الحواس ہے

قرآن نے کہا کہ مشرک مخبوط الحواس اور فاتر العقل ہے۔ اس کا ذہن جہالت، لاعلمی اور شرک کی وجہ سے انتہائی تاریک ہے۔ اس کی مثال قرآن نے دو جگہ اتنی بہترین دی ہے کہ پڑھنے والے کے مشرک کی ذہنی حالت کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ اس جدید سائنسی دور میں خلائی ٹیکنالوجی اور علم البحر کی ترقی کی وجہ سے قرآن کی یہ مثالیں نہ صرف مشرک کی تاریکی الذہنی بلکہ قرآن کی صداقت اور اس کے اعجاز کو ثابت کر رہی ہیں۔

قرآنی عربی الفاظ سے پہلے اپنی زبان اردو میں آپ بالترتیب دو مثالوں کو سن لیجئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

مثال ۱: مشرک اس انسان کی طرح ہے جو آسمان کی بلندیوں سے گرتا ہوا کرۂ ارض کی طرف چلا آرہا ہو اس طویل گرنے کی حالت میں وہ انتہائی دہشت زدہ ہو، ابھی وہ اسی دہشت اور پراگندہ ذہنی حالت میں تھا اور ہوا کے رحم وکرم پر نیچے اور نیچے گرتا ہی چلا آرہا تھا کہ اچانک ایک دیوہیکل پرندہ نے ظاہر ہو کر اس کو اپنی بڑی چونچ میں پکڑ لیا اور پرواز شروع کردی۔ اس شخص کی دہشت میں اور اضافہ ہوگیا اور اس کا ذہن مزید ابتر اور تاریک ہوگیا۔ یا اگر پرندہ نہ بھی ظاہر ہو تو بے رحم ہوائیں اس کو گمنام اور دور دراز علاقہ لے جاکر گرا دیتی ہیں۔

اب قرآنی الفاظ میں اس مثال کا مطالعہ کیجئے:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی ہے جو آسمان سے گر رہا ہو پس اس کو پرندہ اچک لے یا اس کو ہوا دور دراز مقام پر لے جاکر گرا دے۔

مثال ۲: مشرک کے ذہن کی تاریکی عمیق ترین سرکش سمندر (بحر اوقیانوس) کی اندرونی تہہ کی تاریکی کی طرح ہے کہ اس گہرائی میں کوئی انسان (آبدوز کے ذریعہ) جا کر بیٹھ جائے اور سمندر کی حالت بھی اس وقت ایسی ہو کہ سرکش اور پہاڑ جیسی موجیں اِدھر سے اُدھر دوڑ رہی ہوں اور ان کے اوپر بھی سیاہ ترین بادل چھائے ہوئے ہوں

اوپر بھی گھٹا ٹوپ تاریکی اور سمندر کے اندر تو انتہائی مہیب اندھیرا ہے اتنی شدید تاریکی ہے کہ وہ شخص جو اس سمندر کی تہہ میں بیٹھا ہوا ہے جب اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تو خود اس کو اپنا ہاتھ نظر نہیں آتا۔ تو اللہ جس کو روشنی نہ دکھائے اس کا ذہن اور اس کا ماحول بھی اتنا ہی تاریک ہوتا ہے۔

اب قرآنی الفاظ میں اس مثال کا مطالعہ کیجئے:

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔

ترجمہ: (جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے) تو اس کی مثال سرکش اور پرشور سمندر میں پائی جانے والی تاریکیوں کی طرح اس سمندر کو موجیں، موج در موج ڈھانپ لیتی ہیں اور ان کے اوپر بادل ہیں (غرض) ایک دوسرے پر تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں اتنی کہ جب وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو دیکھ تک نہیں سکتا۔ اور جس شخص کے لئے اللہ روشنی نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہے۔

حاصل مطالعہ یہ ہوا کہ عقلاً خدا کا شریک بنانا بھی جائز نہیں جیسا کہ ہم خود اپنے غلاموں کو نوکروں اور خادموں کو اپنے اموال وجائداد میں شریک نہیں بناتے۔ اگر خدا نے اپنے مخصوص بندوں کو بلند مراتب عطا کئے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں یا خدائی احکام و امور میں دخیل ہیں البتہ ان کی تعلیمات پر عمل کر کے خدا کی معرفت اور رضا حاصل ہوسکتی ہے اور بس۔

قرآنی آیات کی روشنی میں خدا ان مسلم عوام کو جن کے ذہنوں کو مکروہ مقاصد کے حصول کے لئے شیطان صفت علمائے سوء، پیروں، فقیروں اور جاہل صوفیوں نے جکڑ لیا ہے شرک اور مشرکانہ عقائد سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ خواتین وحضرات جو تادم تحریر ان شیطانوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان سے بھی درخواست ہے کہ خدارا تعصب کا چشمہ اتار کر اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال واحباب ان تاریک ذہن اور مخبوط الحواس قائدین شرک سے بچائیں جو دونوں ہاتھوں سے آپ کا دین و دنیا برباد کر رہے ہیں آمین۔

بقیہ: ایک مبارک فارمولا

اپیل جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور باہمی اختلاف کی ہلاکت خیزی کا پورا پورا احساس کریں اور مختلف فیہ مسائل میں حضرات صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کے زمانے سے مختلف فیہ چلے آرہے ہیں۔ باہم دست وگریباں نہ ہوں اور اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر عمل کریں اور دوسرے خیال کے مسلمانوں پر زبان طعن وتشنیع دراز نہ کریں اور بھائی بھائی بن کر باطل کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں جس کو کوئی دشمن کسی قسم کا گزند نہ پہنچا سکے۔"

محرک مولانا احمد سعید صاحب دہلی

مؤید مولانا محمد یونس صاحب لائلپور

بقیہ: سنت و بدعت

ہوں لاکھوں سلام اس آقاؐ پر جس نے لاکھوں بت توڑ دئے
دنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رخ موڑ دئے
اس محسن اعظمؐ نے آخر کیا کیا نہ دیا انسانوں کو؟
منشور دیا، دستور دیا، کچھ راہیں دیں کچھ موڑ دئے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

بقیہ: اداریہ

کا اندازہ نہیں — بہرطور وحدت فکر وعمل کا فقدان جرائم کی گرم بازاری اور ارتدادی فتنوں کا ہنگامہ بڑھ کر طوفان و قیامت کی شکل اختیار کر سکتا ہے اس سے پہلے آنکھیں کھول کر حالات کا جائزہ لینا اور معاملات کی اصلاح کی فکر ضروری ہے۔ ورنہ مختلف النوع نقصان پریشانیوں کا باعث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح حال کی توفیق سے نوازے

علوی سعید شیرانوالہ

۱۵ راپریل ۸۳ء



بچوں کا صفحہ

مَیں دِن کیسے گذارتا ہوں ؟

السیّد ابوالحسن علی ندوی ——— ترجمہ : محمد سعید الرحمٰن علوی

مَیں رات کو جلدی سو جاتا ہوں ۔ اور صبح جلدی اٹھ کھڑا ہوتا ہوں ۔ مَیں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اس کو یاد کرتے ہوئے جاگتا ہوں ۔ پھر نماز کی طیّاری کرتا ہوں ۔ اس کے بعد اپنے والد گرامی کے ساتھ مسجد جاتا ہوں ۔ مسجد میرے گھر کے قریب ہی ہے ۔ (وہاں پہنچ کر) وضو کرتا ہوں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہوں (اس سے فارغ ہو کر) گھر لوٹتا ہوں اور قرآن عزیز کا کچھ حصّہ تلاوت کرتا ہوں ۔ پھر باغ میں جا کر چہل قدمی کرتا ہوں بعد ازاں گھر لوٹ کر دودھ نوش جاں کرتا ہوں اور مدرسہ جانے کی طیاری کرتا ہوں ۔ گرمیوں کے موسم میں تو ناشتہ کرتا ہوں ۔ البتہ سردی کے موسم میں کھانا کھا لیتا ہوں اور وقت مقررہ پر مدرسہ پہنچ جاتا ہوں ۔

مَیں مدرسہ میں چھ گھنٹہ قیام کرتا ہوں اور تمام اسباق نشاط و رغبت کے ساتھ سنتا ہوں اور ادب و سکون کے ساتھ مدرسہ میں بیٹھتا ہوں ۔ یہاں تک کہ جب وقت ختم ہو جاتا ہے اور رخصتی کی گھنٹی بجتی ہے تو مَیں مدرسہ سے نکل کر گھر لوٹ آتا ہوں ۔

عصر کی نماز سے مغرب کی نماز تک کے وقت میں پڑھائی کا سلسلہ موقوف ہوتا ہے ۔ بعض دنوں میں اس وقت مَیں گھر میں رہتا ہوں جبکہ بعض دنوں میں بازار جا کر گھریلو ضروریات کا سامان خریدتا ہوں اور بعض دنوں میں اپنے والد صاحب اور بھائی جان کے ساتھ بعض اعزہ کو ملنے چلا جاتا ہوں یا پھر اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ کھیل کود میں یہ وقت بسر کر لیتا ہوں ۔ پھر شام کا کھانا والد صاحب اور بھائیوں کے ساتھ مل کر کھاتا ہوں پھر پڑھتا ہوں ، سبق یاد کرتا ہوں نیز اگلے دن کے لئے مطالعہ کر کے سبق کی تیاری کرتا ہوں ، اور استاذ گرامی نے جس چیز کے پڑھنے کا حکم دیا ہوتا ہے اسے پڑھ کر عشا کی نماز ادا کرتا ہوں ۔ پھر کچھ دیر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اس کو یاد کر کے سو جاتا ہوں ۔

یہ میری ایسی پختہ عادت (اور روزانہ کا ٹائم ٹیبل) ہے ۔ جس کا خلاف نہیں ہوتا ۔ یہاں تک کہ تعطیل و رخصت کے دن بھی حسب معمول جلدی اٹھ کر جماعت سے نماز پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کا التزام رہتا ہے اور دن کا باقی حصّہ کتابوں کے مطالعہ اور اپنے والد صاحب نیز والدہ صاحبہ اور بھائیوں کے ساتھ گفتگو اور علمی مسائل کے حل میں گذرتا ہے ۔ یا پھر قریبی عزیزوں کی ملاقات یا بیماروں کی تیمار داری کی نذر ہو جاتا ہے (گویا) چھٹی کا دن کبھی گھر میں گذر جاتا ہے کبھی گھر سے باہر ۔

ایک وضاحت

گذشتہ ایک شمارہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن جلد سوم تکمیل کردہ مولانا محمد عبدہٗ ناشر اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور پر ایک تبصرہ چھپا تھا ۔ اس کی قیمت -/۸۰ روپے ہے ۔ (ادارہ)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ۔ (مدیر)

آسان تفسیر سورۂ بقرہ

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

زید مجدہم ان خوش قسمت افرادِ امّت میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی خدمت کے لئے منتخب فرما لیتے ہیں ۔ موصوف نے اپنے اکابر و شیوخ بالخصوص حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ (جن کے وہ خلیفہ مجاز ہیں) کے طریق کے مطابق قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے جس طرح تگ و دو کی ہے وہ انہی کا حصّہ ہے اب جب کہ ان پر بڑھاپا غالب آ رہا ہے ان کی ہمت جوان ہے اور وہ جا بجا جا کر درس قرآن دیتے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نورانی قرآن سے منوّر کرتے ہیں ۔ ان کی خدمات قرآنی کا سلسلہ دروس قرآن کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر بھی بے پناہ ہے جس میں سے ایک کتاب یہ بھی ہے جو اس وقت زیر تبصرہ ہے آسان تفسیر کے نام سے یہ جلد جو ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ کاغذ ، کتابت ، طباعت سب خوب ہے ۔ جلد اچھی ہے اور انداز تحریر انتہائی شگفتہ ، سہل اور آسان ہے ۔ موصوف کے پیش نظر عام لوگوں کی اصلاح ہے ، انہیں قرآنی علوم سے آگاہ کرنا ہے اس لئے شگفتگی اور سہولت کا بھرپور لحاظ ہے دقیق علمی مباحث سے گریز کیا گیا ہے اور حضرت الامام الشاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے ذوق و مسلک کے مطابق قرآن کو قرآن کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ حضرت الامام لاہوری ، مولانا سید شمس الحق ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی ، شیخ الازہر السید محمد فہام کے ساتھ مدیر دارالعلوم دیوبند کی وقیع رائے شامل ہے ۔ ان اعاظم رجال کے ارشادات مبارکہ کتاب کے لئے بذات خود سند ہیں اور مزید کسی رائے کی ضرورت نہیں ۔ ہمیں یقین ہے کہ بادہ نوشانِ محبت اس گلدستہ روحانی کی بیش از بیش قدر کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کا سایہ تا دیر قائم رکھے تاکہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت برابر جاری رہے ہدیہ -/۴۰ روپے

ملنے کا پتہ ۔ قاضی محمد ارشد الحسینی دارالارشاد ، مدنی روڈ اٹک

گانا بجانا

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

زید مجدہم کا ہی یہ رسالہ ہے ۔ جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ ستم یہ ہے کہ جن برائیوں اور قباحتوں کو مٹانے اسلام آیا تھا ۔ آج اسلام ہی کے نام پر ان کا پروپیگنڈا ہے اور بعض حضرات نے ان چیزوں کا اسلام سے جوڑ ثابت کر کے کتابیں اور رسائل تک لکھنی شروع کر دیں ۔ اللہ کا شکر ہے کہ محترم قاضی صاحب نے بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے ان حضرات کا تعاقب کیا ہے ۔ اور نہایت بچے تلے انداز میں خالص ناصحانہ اور مبلّغانہ انداز میں یہ رسالہ مرتّب کر کے حجت تمام کر دی ہے ۔ چوتھی مرتبہ اب یہ رسالہ شائع ہوا ہے جو عنداللہ

اس کی قبولیت کی دلیل ہے۔ امید ہے کہ اس کو عام طور پر پھیلا کر نیکی حاصل کی جائے گی۔ اور فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کا اہتمام ہو گا۔ ۔/۵ روپے میں دارالارشاد مدنی روڈ اٹک سے رسالہ دستیاب ہے۔

فلسفۂ دعا

ہمارے فاضل دوست پروفیسر علامہ فضل احمد عارف کی متعدد کتابوں پر ان سطور میں تبصرہ ہو چکا ہے۔ علامہ صاحب ایک دردِ دل رکھنے والے مسلمان صاحب علم و فضل پروفیسر اور کہنہ مشق مصنف و مؤلف ہیں۔ ان کی ہر کتاب میں سادگی، پرکاری، گہرائی اور گیرائی ہوتی ہے۔

دعا مغز عبادت ہے اس کے فضائل و برکات قرآن و حدیث میں بے پناہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ناراض ہوتے ہیں جو دعا سے گریز کرتے ہیں۔

نذیر سنز، ۴۰ اردو بازار لاہور جو اچھی کتابیں چھاپنے والا ایک اچھا اور وقیع ادارہ ہے۔ اس نے بڑی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس کتاب کو چھاپا ہے۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی، مولانا غلام رسول مہر اور ڈاکٹر احسان الٰہی جامعہ پنجاب جیسے حضرات کی قیمتی آراء سے مزین یہ کتاب ۔/۲۱ روپے میں دستیاب ہے۔ اس کا مطالعہ طمانیت قلب کا باعث ہو گا۔

مثنوی جمال محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت العلام مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالےٰ کے سلسلہ کے ایک صاحب دل معلّم سیّد شمس الحق بخاری قادری کی یہ مثنوی ظاہری اعتبار سے انتہائی خوبصورت ہے موتیوں کی طرح خوبصورت کتابت۔ سفید بڑھیا کاغذ، خوبصورت اور نفیس جلد ــــ لیکن معنوی معاملہ اس سے کہیں ماوراء ہے۔ سرکارِ دو عالم روح دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی منقبت میں شمس صاحب نے بڑی دیدہ ریزی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جذبات کی فراوانی، خیالات کی درستگی و صحت ــــ ایک ایک شعر پڑھ کر وجد طاری ہو جاتا ہے اور قلب میں حبّ نبوی کا جذبہ موجیں مارنے لگتا ہے۔ مولانا عبدالقدیر رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا عبدالرحمٰن صدیقی نے طویل مقدمہ لکھا ہے جو بڑا قیمتی اور لائق مطالعہ ہے۔ ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی ۲۔ یو۔ بی۔ ایل اپارٹمنٹس کلفٹن کراچی سے یہ کتاب حاصل کر کے قلب و نظر کی بالیدگی کا سامان فراہم کریں ــــ قیمت درج نہیں۔

افسوسناک حادثہ

ہمارے ادارہ کے رکن مولوی انتظار حسین صاحب اسعد کا چچازاد بھائی ظفر یاسین طالبعلم گورنمنٹ کالج بھلوال گذشتہ دنوں سرگودھا اور بھلوال کے درمیان بس کے نیچے کچل کر جاں بحق ہو گیا۔ عزیز موصوف بڑا ہونہار، صحتمند اور لائق و محنتی تھا۔ اس کے والد چودھری غیاث الدین ان دنوں ہسپتال میں تھے ان کے لئے اور دوسرے اعزہ کے لئے یہ صدمہ بڑا سخت ہے۔

ڈرائیور گرفتار ہو چکا ہے اہالیان سرگودھا ڈویژن نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس قسم کے حادثات کے سدّباب کی مؤثر روک تھام کرے اور بس عملہ کو شائستگی اور قانون کی پاسداری کا طریق کار سکھانے کا اہتمام کرے۔ اور ظفر یاسین کا مقدمہ فوجی عدالت میں لے جائے۔

ادارہ خدام الدین ان مطالبات کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم ظفر کو ناگہانی موت پر شہادت کا بلند مرتبہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین و متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

(ادارہ)

تحریر: قاری محمد امین

یاد رفتگان

آہ میاں سعید احمد اقبال مرحوم

گذشتہ دنوں ملک کی ایک عظیم دینی مذہبی و سماجی شخصیت و عزیز الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر میاں سعید احمد اقبال داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاہور کے دینی علمی و سماجی حلقوں میں مرحوم ایک بلند مقام کے حامل تھے۔ مرحوم مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند تھے۔ مولانا مرحوم لاہور کی ایک عظیم دینی و سماجی شخصیت تھے اور عمر بھر تعلیم و تعلم سے وابستہ رہے۔ سیاسی لحاظ سے مجلس احرار اسلام و جنگ آزادی کے عظیم رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے وابستہ رہے۔ مرحوم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے تینوں بیٹوں میاں سعید احمد اقبال، میاں حمید اقبال اور میاں عبدالصمد صاحب کو اسی راہ پر لگایا۔ چنانچہ تینوں بھائیوں نے اپنی بساط کے مطابق اپنے والدگرامی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام قومی تحریکوں میں حصہ لیا اور ملک و ملت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ تینوں بھائی جنگ آزادی کے عظیم مجاہد سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فیض یافتہ ہیں۔

میاں حمید اقبال کی وفات کے بعد میاں سعید احمد اقبال مرحوم نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے جو قومی تحریک میں حصہ لیا خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے لئے انہوں نے ہمیشہ قربانیاں دیں۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے خلاف ملک میں جو تحریک چلی مرحوم نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور حضرت امیر شریعتؒ کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے ناموس رسالت و عقیدۂ ختم نبوت کے لئے قربانی دی۔ میاں صاحب ۱۹۵۲ء کو تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے ساتھ تقریباً تین ماہ لاہور کے شاہی قلعہ میں محبوس رہے۔ میاں صاحب مرحوم کے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ اور نجات آخرت کے لئے بہت بڑا توشہ ہے۔ دین کے لئے قید و بند کی مشکلات برداشت کرنا انبیاء کی سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تین سال تک شعب بنی ہاشم میں صرف دین کی خاطر محبوس رہے۔ یہ سب کچھ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تربیت کا اثر تھا۔

میاں صاحب کی سب سے بڑی یادگار عزیز الاسلام اسلامیہ ہائی سکول ریلوے روڈ لاہور ہے۔ جب بھی قومی و ملی تحریکوں کے لئے جلسہ یا اجتماع کی ضرورت پڑتی میاں صاحب اپنے سکول کو وقف کر دیتے۔ میاں صاحب کی یہ ایک نمایاں صفت تھی جو آپ کے کسی معاصر میں نہ تھی۔ مرحوم کے تمام مکاتیب فکر کے جید علماء سے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ ماضی قریب کے جلیل القدر علماء دین و زعماء ملت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا داؤد غزنوی، میاں صاحب کو اپنا معتمد سمجھتے تھے اور ہمیشہ انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ میاں صاحب کے صرف ایک بھائی میاں عبدالصمد صاحب بقید حیات ہیں جو اپنے والدگرامی کا نمونہ ہیں اور تعلیمی و سماجی امور میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس وقت میاں سعید احمد اقبال مرحوم کے بھتیجے و داماد میاں قیصر اقبال صاحب اب اس خاندان کے واحد فرد ہیں جو تعلیمی و سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی دولت عقیدۂ توحید و ناموس رسالت کی پاسداری ہے۔ اور یہی عقیدہ نجات آخرت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ میاں سعید احمد اقبال کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان و فرزندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۲۱ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری D.D.9-۲۰۷۶۷/۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M.۲/۷۰-۱۵۴۱۰ مورخہ ۳ اپریل ۶۷ء

تحفہ دہلی

حضرت احمد علیؒ زیرک و دیندار کے بعد

عروس البلاد دہلی میں پرانے بزرگوں کی یادگار اور جنگ آزادی کے ایک مجاہد ۹۵ سالہ حضرت خان غازی کابلی مدظلہم تشریف رکھتے ہیں اور اپنے دل و دماغ میں تاریخ کے دفتر سموئے ہوئے ان حسین یادوں میں گم رہتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کا ایک مکتوب گرامی سیہ کار کے نام موجب فرحت و مسرت بنا۔ جس میں انہوں نے اپنی ایک تازہ غزل بھی ارسال فرمادی ہے۔ قارئین رسالہ خدام الدین لاہور کے تفنن طبع کے لئے بطور "تحفہ دہلی" پیش خدمت ہے۔

طالب دعا: احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ عنہ ناظم انجمن خدام الدین، نوشہرہ صدر ضلع پشاور

کون لاہور میں ہے غازئ کردار کے بعد
کوئی ہنگامہ نہیں مجلسِ احرار کے بعد

جن سے ہوتی تھی کبھی پرورشِ ذہن وخیال
وہ خیالات کہاں، جوہرِ افکار کے بعد؟

اب بخاری[1] ہیں نہ افضل[2] ہیں نہ غوث[3] کوئی
کوئی جرأت نہ رہی مظہرِ[4] احرار کے بعد

کوئی پیغمبر اب دنیا میں نہیں آنے کا
حضرت ختم الرسل احمد مختار ؐ کے بعد

خدمتِ دینِ متین کون کرے اب غازی
حضرتِ احمد علی[5] زیرک و دیندار کے بعد

کاٹ کے رکھ دے جو باطل کے پرستاروں کو
کوئی تلوار نہیں غازی کی تلوار کے بعد

گاندھی سرحد کی عیادت کو گئے تھے انور[6]
یہ خبر اچھی پڑھی مدتِ بسیار کے بعد

---

[1] امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ (۳) مجاہد ملت مولانا غلام غوث تعمدہ اللہ بغفرانہ (۵) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
[2] مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ تعالے (۴) مجاہد تحریک مدح صحابہ مولانا مظہر علی اظہر
[6] حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کے گذشتہ دورۂ پشاور میں خان عبدالغفار خاں کی عیادت کیلئے ہسپتال تشریف لے جانے کی طرف اشارہ ہے)